

## ماہِ مقدس کا یادگار واقعہ

**ذریعہ نزول برکت سملوی:** پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیت اور ہدایت امم کے ظہور کی یادگار ہے۔ جس کا دروازہ قرآن حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا اور خدا اور اس کے بندوں میں ہجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع ہوئے۔ یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا ذریعہ بنا اور یہی مہینہ ہے جو اپنے ساتھ زمین کی سب سے بڑی سعادت لایا۔ **عظمت و شوکت کا عہد:** اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلے پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے کائنات روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی۔ ہدایتوں کے فرشتے اسی میں اترے، سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے۔ خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اس کی محبت کا جام پیا۔ یہ پاکیزگی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا اور عظمت و شوکت کا عہد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اس کے بندوں پر نازل ہوا۔

**روحانی انقلاب:** پس جبکہ دنیا طرح طرح کی مادی یادگاروں کو منانا چاہتی تھی تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس روحانی انقلاب کی یادگار کے امانت دار بنیں اور جس ماہ مبارک کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے خداوند نے قبول کر لیا ہے اس کی قبولیت سے انکار نہ کریں۔ دنیا خون ریزیوں کی یادگار مناتی ہے لیکن یہ سچے امن اور حقیقی رحمت کی یادگار ہے۔ دنیا لڑائیوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے، یہ صلح و امنیت کے ورود کی یادگار ہے۔

**دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر:** دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجھ کر یاد رکھنا چاہا، مگر یاد نہ رکھ سکی۔ خدا نے بتلایا کہ سب سے بڑا انسان ایک غار نشین تھا جس کی یادگار زندہ رکھی گئی اور ہمیشہ زندہ رہی۔ دنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھا، اور اس کی یاد میں خوشیاں منائیں، مگر ہمیں تعلیم کیا گیا کہ دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر ہی سب سے بڑی بات ہے اور اسی کی یادگار منانی چاہیے اور **فَعْنَا لَكَ ذُنُوبَكَ** (۴:۹۴) اور ہم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقائے دوام عطا فرمایا۔ (ارکان اسلام، حقیقت صیام، ص: ۲۶۲-۲۶۳، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد)

## ماہ رمضان ایمان و احتساب کا مہینہ ہے

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ“ (بخاری: ۳۸، مسلم: ۷۶۰)

**ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے ایمان اور حصول ثواب کی نیت کے ساتھ تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

**تشریح:** رمضان المبارک کا مہینہ بے شمار نعمتوں اور انمول تحائف کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس کا ایک ایک پل خیر و برکت سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے بے شمار نوازشیں اور اکرام بندوں پر نچھاور ہیں۔ درحقیقت رمضان کا مبارک مہینہ امت محمدیہ کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس کے اندر ایمان کے وہ مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں جن کا دیگر ایام میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہ رحمت و مغفرت، ذکر و اذکار، صدقہ و خیرات، قیام و صیام، توبہ و استغفار نیز غنیمتوں کا مہینہ ہے۔ ہر انسان کی اس مبارک مہینہ میں یہ چاہت ہونی ہے کہ وہ پکا سچا مومن بن جائے، رب کا چہیتا اور برگزیدہ بن جائے، صوم و صلاۃ کا پابند ہو جائے اور اپنے اخلاق و عادات و اطوار کو درست و چست کر لے۔ اس مبارک مہینہ کے روزے کی فرضیت تحویل قبلہ کے بعد سن ۲ ہجری میں ہوئی۔ سورہ بقرہ میں اس کی فرضیت اور اس کے مقاصد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (بقرہ: ۱۸۳) ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ایک دوسری آیت کریمہ میں سابقہ تعلیمات کو منسوخ قرار دیتے ہوئے ماہ رمضان کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے۔ ”فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ“ (البقرہ: ۱۸۵) کہ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے وہ روزے رکھے۔ چنانچہ ماہ رمضان کے صیام و قیام کا اس کے شایان شان اہتمام کرنا چاہئے۔ عقلمند انسان وہ ہے جو ان بابرکت ساعتوں کو غنیمت جانتے ہوئے اس سے استفادہ کرے۔ درحقیقت یہ مہینہ توبہ کرنے کا مہینہ ہے۔ لہذا ہر بندہ مومن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے ان ایام سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔ صرف نیک اعمال کی تمنا کرنا کسی انسان کے کامیابی کا ضامن نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایمان کے ساتھ ساتھ ہر عمل میں حصول ثواب کی نیت کے ذریعہ ہی کامیابی و کامرانی کے منازل طے کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے گناہ کی مغفرت کا مژدہ ان لوگوں کو سنایا گیا ہے جو رمضان المبارک کا مہینہ ایمان کے ساتھ رکھتے ہیں۔ یعنی ایمان کے تمام شروط بشمول عمل پر کھرا اترتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے ماضی کے اعمال اور سرگرمیوں کا محاسبہ کرتے ہیں۔ سابق میں کی گئی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں، اس نعمت عظمیٰ کی توفیق پر رب کا شکر گزار ہوتے ہیں اور خطاؤں، بغرضوں، گناہوں پر نادم و شرمندہ اور رب کے حضور توبہ و انابت و استغفار کی گہاں لگاتے ہیں۔ درحقیقت ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور ان کے سابقہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سنت نبوی کے مطابق زندگی گزاریں۔ اتباع حق کا جذبہ اپنے اندر موجزن کریں۔ آخرت کی تیاری کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ گردش لیل و نہار سے فائدہ اٹھانے کے لیے منظم چارٹ بنائیں اور تدبیر و تفکر کے ساتھ مبارک لمحات سے مستفید ہوتے ہوئے آخرت کا حقیقی تصور پیدا کریں۔ یاد رکھیں! ان مبارک ساعتوں میں کسی بھی طرح کی کوئی بھی غفلت ہمیں حسرت و ندامت سے دوچار کر دے گی اور پھر کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ جنہوں نے ماہ رمضان کا استقبال اور اس کی تیاریاں سنت نبوی کے مطابق کی اور اپنے قلوب و اذہان کو برائیوں سے پاک کیا، بغض و حسد سے باطن کو پاک و صاف کیا، اللہ کے دربار میں کمال تذل و سپردگی کے ساتھ ماہ رمضان کے مبارک لمحات سے فائدہ اٹھانے کا عزم مصمم کیا اور رضائے الہی کے حصول کے لیے نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور منہیات و منکرات اور معاصی و مبینات سے اجتناب کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ماہ رمضان کو غنیمت جانتے ہوئے اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن، دعاء و اذکار، توبہ و استغفار، صدقات و خیرات اور تہجد گزاری کے ساتھ ساتھ سحری و افطاری اور قدر کی راتوں میں عبادت کرنے، آخری عشرہ میں اعتکاف کی توفیق بخشے اور ماہ صیام کو ملک و ملت و انسانیت کی تعمیر و ترقی، فوز و فلاح، اخوت و محبت و بھائی چارہ اور امن و شائقی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس کی مبارک ساعتوں اور برکتوں سے ہمکنار کرے۔ آمین و صلی اللہ

☆☆☆

علی النبی محمد وسلم تسلیمات کثیرا

## ماہِ صیام اور اس کے تقاضے

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنی تمام تر عنایتوں، برکتوں، رحمتوں، سعادتوں، بخششوں اور مغفرتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ رب کریم نے اپنے جو دو کرم کے خزانوں و کنوز کے دروازے سب کے لیے خصوصی طور پر کھول دیئے ہیں۔ اب جنت کے باب ریان سے پورے طور پر سرسبز و شاداب، ہشاش و بشاش، خوش و خرم اور تروتازہ ہو کر داخل ہونے والوں کا کام ہے کہ وہ اس باب عالی میں داخل ہو کر سعادت دارین سے شاد کام ہوتے چلے جائیں۔ اپنے دامن مراد کو بھرنے کے ساتھ سارے عالم کے لیے پیام رحمت و محبت ثابت ہوں اور اللہ جل شانہ کی مخلوق کے لیے باعث خیر و برکت بنیں۔

در اصل احکام و شرائع الہیہ روئے زمین پر بندوں کے لیے رحمت بیکراں ہیں۔ ویسے بھی کسی ملک و ملت اور تنظیم و جماعت میں قانون و شریعت اور اصول و ضوابط کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کے بغیر کوئی نظام چل ہی نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی فرد و جماعت پُر امن زندگی گزار سکتی ہے۔ اسی لیے اس جہان کو پیدا کرنے والے، عالم کو وجود بخشنے والے اور کائنات کے نظام چلانے والے نے جس طرح اس پوری کائنات کو مربوط و منظم اور ایک ٹھوس اور مستحکم قانون کے تحت بنا رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی دیگر مخلوقات خصوصاً حضرت انسان کے لیے خلافت ارضی بخشنے کے ساتھ آسمان و زمین سے بھی مضبوط و مربوط قوانین و ضوابط بھی عطا کر دیئے ہیں اور ان مادی و ظاہری نظام کو مستحکم بنائے رکھنے کے ساتھ روحانی اور معنوی قانون کو بھی اس سے زیادہ پائیدار و ہموار اور مستحکم اور مضبوط نظام کے ساتھ برپا کر دیا ہے تاکہ نظام عالم ڈھنگ اور آہنگ کے ساتھ چلتا رہے۔ ”الٰہی اُن یرث اللہ الارض ومن علیہا“۔

اس میں اللہ جل شانہ نے اس قانون فطرت اور شریعت الہیہ کو دو اہم امور سے مزین فرمایا ہے، ایک مثبت اور دوسرا منفی (Negative and Positive) یعنی کچھ احکام و شرائع ایسے ٹھہرائے اور کچھ کام ایسے مقرر فرمائے جن کو انجام دینا ضروری ہو، اس کو مسنون و محمود قرار دیا اور ان کو بجالانے میں اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق محنت و قوت صرف کر دینے کی تاکید فرمائی۔ کیونکہ کسی بھی سسٹم میں کچھ اصولوں کا ہونا اور کسی بھی جسم میں کچھ اعضاء کا ہونا اس کے وجود و قیام کے لیے ناگزیر ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کی

اصغر علی امام مہدی سلفی

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی  
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

۲	درس حدیث
۳	اداریہ
۶	رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۱۲	ماہ رمضان کا استقبال اس طرح کریں!
۱۶	صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی مقصد رمضان نہیں ہے
۱۹	فنون سے محفوظ رہنے کے اصول و ضابطے
۲۱	قیام امن عالم میں مملکت سعودی عرب کا کردار
۲۴	رپورٹ مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۲۸	مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز
۲۹	جماعتی خبریں
۳۱	اعلان داخلہ
۳۲	رمضان المبارک کے موقع پر تعاون کی اپیل

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ۱۵۰ روپے  
فی شمارہ ۷ روپے  
پاکستان ۵۰۰ روپے

بلا دعر بیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۲۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

فلاسفہ اور مفسرین نے روزہ کی جتنی حکمتیں اور فلسفے پیش کئے ہیں، تاویلات و تفاسیر بیان فرمائی ہیں اور اس کے روحانی و جسمانی فوائد و کمالات ذکر کیے ہیں سب کی تان اسی پر جا کر ٹوٹی ہے کہ انسان متقی و پرہیزگار بن جائے اور اس کے قول و قرار، عمل و کردار اور سلوک و برتاؤ کی کھیتی پاکیزگی و تقویٰ شعاری اور خشیت الہی کی نئی و نشیمنی سے سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اس لیے کہ انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے اور گھر، خاندان، معاشرہ، ملک و ملت اور انسانی برادری کے لیے اسے سودمند بنانے میں تقویٰ کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

تقویٰ کا ہی کمال ہے کہ انسان اپنے ابناء نوع کی بھوک و پیاس اور بنیادی ضرورتوں کا نہ صرف ادراک و احساس کرنے لگتا ہے بلکہ وہ غریبوں، مسکینوں، محتاجوں اور حالات کے ماروں کا بلجا و ماویٰ اور مسیحا بن جاتا ہے، اور اس طرح سماج و معاشرہ میں تکافل باہمی کی روحانی فضا قائم ہوتی ہے۔

یہ تقویٰ ہی ہے جو انسانوں کے اندر صبر و ضبط اور تحمل و برداشت کی قوت اور جذبہ پیدا کرتا ہے اور جب انسان ان ایمانی و روحانی خصوصیات سے آراستہ ہو جاتا ہے تو وہ سراپا امن و شانتی بن جاتا ہے۔ نہ وہ کسی سے لڑتا جھگڑتا ہے، نہ کسی کے ساتھ گالم گلوچ کرتا ہے، نہ کسی کے خلاف ظلم و بربریت اور دہشت گردی و فتنہ انگیزی کو رو رکھتا ہے، نہ وہ سماج و معاشرہ اور ملک و ملت میں فساد و بگاڑ کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی مختلف عصبیتوں کو بھڑکا کر کشت و خون اور بم و بارود کے دل سوز اور روح فرسا مناظر کا تماشہ دیکھتا ہے۔ ان تمام طرح کے عناصر کے سامنے اس کا تو بس ایک ہی جواب ہوتا ہے۔ ”انسی امرء صائم“ (بخاری) کہ میں روزہ دار ہوں اور متقیوں کی راہ پر گامزن ہوں۔

یہ تقویٰ انسان کے جسمانی نظام کو درست رکھتا اور مادی نظام کو مستحکم کرتا ہے اور اسے روحانی بالیدگی عطا کرتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انسان جب تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے تو ہر وقت خوشنودی رب کا متلاشی ہوتا ہے اور اسے صرف یہی نہیں کہ جنت نصیب ہوتی ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا بھی مستحق ٹھہرتا ہے۔

اس لیے ماہ صیام کے فیوض و برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس کے خیرات و برکات سے دامن مراد کو بھرننا چاہئے۔ اس کی ہر ہر ساعت اور ہر ہر پل کو غنیمت جان کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں لگانا چاہئے۔ اسے اپنی دینی و جماعتی اور جسمانی و روحانی تربیت کا بہترین ذریعہ اور پریڈ جاننا چاہئے۔ خلوت و جلوت کو تلاوت کلام پاک، ذکر واذکار اور دعاء

مثال تو بیحد معروف و مسلم ہے۔ فرائض و واجبات کا مقام و مرتبہ بھی وہی ہے۔ جنہیں ارکان اسلام کہتے ہیں اور جنہیں اسلام کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ جیسے توحید و رسالت کی شہادت کے بعد صلوٰۃ و صوم اور زکوٰۃ و حج وغیرہ۔

اسی طرح فرد کی تربیت و تعلیم، نشوونما اور جسمانی و روحانی تعمیر و ترقی اور خاندان و معاشرہ اور ملک و ملت کے عروج و ارتقاء کے لیے کچھ اور ارکان اور فرائض اور ذمہ داریاں مقرر ہیں، اگر وہ انجام نہ دیئے گئے یا ان میں کوتاہی ہو رہی ہو تو پھر وہ خاندان خراب ہو جائے گا، سوسائٹی بگڑی ہوئی اور فاسد سوسائٹی کہلائے گی۔ وہ ملک فساد زدہ اور انتہائی پسماندہ اور بد امنی کا شکار ہوگا اور طوائف الملوکی، لوٹ پھوٹ اور بندر بانٹ کا شکار ہو کر رہ جائے گا اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے۔ زمانہ گواہ ہے اور تاریخ عالم اس پر شاہد ہے۔ اس لیے کچھ باتوں کو قانون کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور سختی کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونا فرد و جماعت کے لیے ضروری ہو جاتا ہے۔ اس میں جس قدر قوت تنفیذ ہوگی اور جس ہمت اور اتفاق سے اس کو برتا جائے گا اتنا ہی وہ ملک و معاشرہ بہتر اور مضبوط ہوگا۔

اس لیے اس میں حسب مراتب وہ ذمہ داری ادا کرنے کے لیے ہر فرد و جماعت کو اپنی وسعت و استطاعت کے مطابق کوشش اور جدوجہد صرف کرنی چاہئے۔ رمضان المبارک کا روزہ بھی ایک اہم ذمہ داری، بنیادی رکن اور بڑا فریضہ ہے جس کو اس کے تمام احکام و شرائع اور روح و معانی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

ماہ صیام کے روزوں کا کل فلسفہ یہی ہے کہ انسانوں کے اندر جبلی طور پر موجود حیوانی قوت کے اوپر روحانی قوت کا غلبہ ہو جائے۔ ان کے کشتہائے ویراں میں زرخیزی و شادابی آجائے۔ ان کے چمنستان حیات میں خیر و سعادت اور فوز و فلاح کے نوع بنوع پھول کھل اٹھیں، بتان رنگ و بو پاش پاش ہو کر رہ جائیں۔ اخوت و بھائی چارہ اور اتحاد و یک جہتی کے گلہائے خوش رنگ لہلہانے لگیں، نو میدی و ناشکری کے ٹھٹھرے اور سکرے ماحول میں ایمان و یقین کی حرارت و گرمی پیدا ہو جائے، دنیا سے خوف و دہشت اور فساد و بگاڑ کا بے ہنگم شور ختم ہو کر امن و شانتی اور رحمت و رافت کے شادیاں بچنے لگیں اور ہر طرف تقویٰ و طہارت، خشیت و للہیت اور ایثار و اخلاص کی باد بہاری چلنے لگے اور اسی حقیقت جامعہ کو ”کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَيَّ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (البقرہ: ۱۸۳) ”اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا کہ تم تقویٰ اختیار کرو“ کے اندر بیان فرمایا گیا ہے۔ قدیم و جدید دور کے حکماء و

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔  
آئیے! ہم عہد کریں کہ صوم کے حقیقی و شرعی معنی اپنے اوپر مکمل کنٹرول  
کرنے کے خواہش مند بنیں گے۔ مقدور بھراؤ امر کی بجا آوری کریں گے اور ممنوعات و  
منہیات اور محذورات و محرمات سے مکمل طور پر اجتناب کریں گے۔

عزیزو! اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں ہے کہ جھوم جھوم کر برس رہی ہے۔ یہ  
ہمارے اوپر ہے کہ ہم کس قدر اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں  
راہ دکھلائیں کسے رہو منزل ہی نہیں  
تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں  
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں  
کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں  
دھونڈھنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ماہ صیام کی سعادتوں و برکتوں سے شاد کام و فیضیاب  
فرمائے۔ آمین



و مناجات سے آباد رکھنا چاہئے۔ صوم نہار اور قیام لیل کے ذریعہ سال بھر کے  
گناہوں کی معافی کا خواستگار رہنا چاہئے۔ روزہ داروں کو افطار کرا کے اور  
ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کر کے ان کے روزوں کے برابر اضافی  
ثواب کا مستحق بننے کی جستجو کرنی چاہئے۔ اور اپنے اخلاق و کردار کو سنوار کر اللہ  
کے رنگ میں رنگ جانے کی تگ و دو کرنی چاہئے۔ یہ میری بات نہیں ہے بلکہ  
یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ فرمایا: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ  
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ، فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
فَلْيَصُمْهُ، وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، يُرِيدُ  
اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ  
وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَيْكُمُ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ“  
(البقرہ: ۱۸۴-۱۸۵) ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو  
ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں  
ہیں۔ تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔ ہاں! جو بیمار  
ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ  
تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور

## مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تازہ ترین پیش کش

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ  
ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

**تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)**

**تاریخ اہل حدیث (1 تا 8 جلدیں)**

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات  
اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

**مکتبہ ترجمان**

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

# رمضان المبارک کے فضائل و احکام

شیخ الحدیث  
حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی

شرط ہے اسی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے۔

(۳) كُلُّ عَمَلٍ بِنِ آدَمَ بِصَاعِفِ الْحَسَنَةِ بَعَشْرَ امْتَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ لِي لِلصَّائِمِ فَرْحَانٌ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرَةٍ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلِخُلُوفٍ فَمِ الصَّائِمِ أَطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمَسْكِ وَالصَّيَامِ جَنَّةٌ (الحديث)

ان کے ہر نیک عمل کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ثواب سات سو گنا تک بھی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کا حکم ثواب کے بارے میں جدا گانہ ہے، اس کا اجر و ثواب بے شمار ہے۔ بندہ میرے ہی لئے روزہ رکھتا ہے۔ میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ وہ محض میری خاطر اپنی خواہش کی چیزوں اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشی ہے ایک طبعی افطار کے وقت دوسری خوشی جب اس کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا۔ اس کے منہ کی بوا اللہ کے نزدیک مشک سے بھی بڑھ کر ہے اور روزہ برے کاموں اور عذاب الہی سے بچاؤ اور ڈھال ہے۔

انسوس ہے ایسے لوگوں پر جو اس بابرکت اور مقدس مہینہ کو ابو ولعب، فسق و فجور، عصیان و طغیان، برائی اور بے حیائی، غفلت اور بے پروائی میں گزار دیتے ہیں اور اس مبارک مہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کو ڈھونڈھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ کتنے مسلمان ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور اس سے بچنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے ڈھونڈھتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو رمضان کا مہینہ دور کے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنے کے لئے مخصوص کر لیتے ہیں اور رمضان میں مسافر بن کر سارا مہینہ اسی سفر میں بغیر روزہ کے گزار دیتے ہیں، اگر کوئی پوچھ بیٹھتا ہے تو سفر کا عذر پیش کر دیتے ہیں۔ دنیا میں انسانوں کو دھوکا دینے کے لئے بیماری اور سفر کے بہانے کام آجائیں گے، مگر خالق عالم ظاہر اور باطن دل اور زبان کی حالتوں سے آگاہ ہے، اس کے سامنے کیا جواب دیں گے؟ بڑے بڑے شہروں میں جہاں مختلف قسم کے کارخانے اور ملیں ہیں اور کالجوں، یونیورسٹیوں میں ہزاروں نوجوان ایسے ملیں گے جو روزے نہیں رکھتے اور روزے رکھنے والوں کے ساتھ تہمتیں اور جھوٹے جہادوں کی رخصت بھی تھے کہ سفر میں جہاد کو موقع پر آخضو ﷺ کے افطار کر دینے اور افطار کی رخصت و اجازت ملنے کے بعد بھی روزہ چھوڑنے میں تردد کرتے تھے۔ اسلامی شعائر اور دینی فرائض سے محبت و شہادتگی اور بعد وفات کے دنوں دور پر نظر ڈالنے کس قدر عبرت نواز ہے، انہی فرائض و واجبات کی محبت و اتباع نے ان کو بام عروج تک پہنچایا اور آج ان کی تعمیل کو تضحیح اوقات اور تکلیف مالا یطاق سمجھ کر ترقی سے مانع سمجھا جاتا ہے، لیکن باوجود چھوڑ دینے کے اس ذلت اور پستی، غلامی و عبودیت میں گھرے ہوئے ہیں بلکہ

روزے کی فریضت پر عقلی دلائل اور فلسفیانہ حکمت و مصلحت سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے وہ فضائل اور منافع احکام اور مسائل مختصر طور پر ذکر کریں جو صحیح حدیث اور مستند آثار و اقوال سے ثابت ہیں۔

إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ: فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَعُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ: فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (صحيحين)

جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت کے مطابق رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

علماء نے لکھا ہے کہ جنت یا آسمان یا رحمت کے دروازوں کا کھولنا اور اسی طرح دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا، شیاطین کا زنجیروں میں جکڑ دیا جانا حقیقتاً ہے۔ مجاز اور کنایہ پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بعض علماء نے مجاز پر محمول کرتے ہوئے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آسمان کے دروازوں کا کھولنا نزول رحمت سے کنایہ ہے اور جنت کے دروازوں کے کھولنے سے اچھے اور نیک کاموں کی توفیق دینی مراد ہے اور دوزخ کے دروازوں کا بند کرنا کنایہ ہے روزہ داروں کا نفسانی خواہشوں کے دبانے کے باعث معاصی اور طغیان سے خلاصی پانے سے۔ اسی کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغۃ میں زیادہ تفصیل اور وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا روزہ رکھنا، راتوں میں قیام کرنا، اور شیفتگان سنت نبویہ کا انوار الہی میں غوطہ زن ہونا، اور ان کی دعاؤں کا اثر دوسروں تک پہنچانا، ان کے نور کا پرتو دوسرے مسلمانوں پر پڑنا، ان کی برکتوں سے تمام مسلمانوں کا مستفیض ہونا، اور ہر مسلمان کا حسب توفیق واستعداد نیک اور اچھے عمل کرنا، اور ہلاکت و تباہی میں ڈالنے والی برائیوں سے بچنا، گویا ان پر جنت کے دروازوں کا کھول دینا، اور دوزخ کے دروازوں کا بند کر دینا ہے۔ کیونکہ یہی چیزیں دوزخ سے بچا کر جنت میں لے جانے والی ہیں۔ اسی طرح جب قوت بہیمیہ دبا دی گئی اور اس کا اثر اور عمل ظاہر نہیں ہوا اور تمام مسلمان اچھے کاموں میں مشغول ہو گئے اور قوت ملکیہ کے آثار و اعمال کا ظہور ہوا تو سمجھنا چاہیے کہ برائیوں پر برا بیچتہ کرنے والے نیک کاموں سے باز رکھنے والے شیاطین قید کر دیئے گئے۔

(۲) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . ”جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اجرو ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

ہر چھوٹے بڑے شرعی کام اور عبادت کی صحت اور مقبولیت کے لئے اخلاص نیت

فلیمسک ومن لم یاکل فلیصم. اخرجہ البخاری وغیرہ فاجیب عنہ بانہ انما صحت النية فی النهار لان الظاهر ان صوم عاشوراء انزلت فرضيته فی النهار فصار الرجوع الی اللیل غیر مقدور والنزاع فیما کان مقدورا فیخص الجواز بمثل هذه الصورة اعنی من ظهر له وجوب الصيام علیه من النهار فتامل.

ہر روزہ کے لئے نیت ضروری ہے صرف پہلی رات کی نیت تمام روزوں کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ اور نیت زبان سے لفظوں میں کہنے کی ضرورت نہیں ہے، دل میں نیت کر لینا کافی ہے۔

**سحری کھانے کی فضیلت:** آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تسحروا فان فی السحور بركة (صحیحین) سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ففضل ما بین صیامنا وصیام اهل الكتاب اكلة السحور (مسلم) ہمارے روزہ اور اہل کتاب (عیسائی و یہودی) کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کھانا ہے یعنی وہ بغیر سحری کھائے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

سحری کھانے کی فضیلت میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں، ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانا باعث خیر و برکت ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ سحری کھانے والے کو بہ نسبت سحری نہ کھانے والے کے بھوک اور پیاس کی تکلیف کم محسوس ہوتی ہے وہ زیادہ کمزور اور پریشان نہیں ہوتا۔ ذکر الہی، تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ میں چست رہتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے روزہ اور یہودیوں، عیسائیوں کے روزہ کے درمیان ماہ الاشیاز چیز سحری ہے، اس لئے سحری چھوڑنی نہیں چاہیے، کچھ نہیں تو ایک کھجور اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی ہی سحری کے وقت پی لینا چاہیے۔

**سحری دیر کر کے کھانے کی مسنونیت اور فضیلت:** آج کل عام طور پر لوگ اس ڈر سے کہ آخر شب میں بیدار نہ ہو سکیں گے اور اس صورت میں سارے گھر والے بغیر سحری روزہ رکھیں گے، ایک یا دو بجے شب میں ہی سحری کھالیا کرتے ہیں یا نصف رات کو سحری کا وقت سمجھ کر بھی بعض لوگ ایسا کرتے ہیں اور جب مختلف غذاؤں سے اچھی طرح شکم پر کر لیتے ہیں اور پان وغیرہ سے فارغ ہو کر سوتے ہیں تو کھانے کے نشہ میں خوب گہری اور زبردست نیند آنے کے باعث فجر کی نماز اول غلَس میں تو ادا کرنا درکنار آخر وقت میں بھی نہیں پڑھ سکتے کیونکہ آفتاب طلوع ہونے کے قریب بیدار ہوتے ہیں بلکہ اگر بھجھوڑ کر نہ جگایا جائے تو ۸-۹ بجے تک سوتے رہیں گے، ظاہر ہے کہ وہ ایسا کرنے کی صورت میں دوہرے نقصان اور خسارے میں مبتلا ہوجاتے ہیں، فجر کی نماز یا تو قضا ہوجاتی ہے یا کمزور وقت میں ادا کرتے ہیں اور سحری کا مسنون طریقہ اور وقت چھوڑ دیتے ہیں۔

سحری کا مسنون وقت اور طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے صبح کاذب میں یا صبح کاذب سے کچھ پہلے کھانا چاہیے۔ حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ كَمْ كَانَ قَدْرَ ذَلِكَ قَالَ قَدْرَ خَمْسِينَ آيَةً (ترمذی) یعنی آپ کی سحری اور فجر کی نماز کے درمیان فاصلہ پچاس آیت کے پڑھنے کے برابر ہوتا تھا۔

بدترین اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل انسان بنے ہوئے ہیں۔ اللہم ارحم وتب علينا انک انت التواب الرحیم.

**مشکوک دن میں روزے کا حکم:** شعبان کی تیسویں رات کو غبار یا بادل کی وجہ سے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے۔ اور نہ دوسرے مقام سے چاند دیکھے جانے کی معتبر اطلاع آئے تو وہ رات شعبان کی ہوگی اور اس سے اگلا دن شعبان کا سمجھا جائے گا اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ فرمایا: فَاِنَّ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ. (صحیحین)

پس غبار یا ابر کی وجہ سے چاند نہ دیکھنے کی صورت میں یہ خیال کر کے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں سے چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ نفل ہوگا غلط اور باطل ہے۔ عمار بن یاسرؓ صحابی فرماتے ہیں جس نے شک کے دن میں روزہ رکھا اس نے آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

حاصل یہ ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ مشکوک ہو تو اس میں روزہ نہ رکھا جائے اور اس کو رمضان میں نہ شمار کیا جائے۔ چاند کو چھوٹا بڑا دیکھ کر بھی شک نہیں کرنا چاہیے بلکہ جس روز چاند دیکھا گیا ہے اسی دن کا سمجھنا چاہیے، اسی طرح رمضان کے استقبال میں چاند دیکھنے سے پہلے ایک یا دو روزے رکھنا ناجائز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر کسی اور دنوں میں نفل روزہ رکھنے کی عادت تھی، اتفاقاً نہ رکھ سکا یا کسی شخص کی ہر آخر ماہ میں نفل روزے رکھنے کی عادت ہے تو ایسی صورت میں اجازت ہے کہ وہ آخری تاریخوں میں روزے رکھے۔

**روزہ کی نیت کا حکم:** ہر عبادت کی صحت کے لئے نیت شرعی شرط ہے، پس روزہ کی صحت بھی نیت شرعی کے ساتھ مشروط ہے خواہ روزہ نفل ہو یا فرض رمضان کا ہو یا نذر کا، ادا ہو یا قضا اور نفل روزہ کے علاوہ ہر قسم کے روزے کے لئے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے بخلاف نفل روزے کے کہ اگر آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی نیت کر لی تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ والیہ ذہب الشافعی واحمد واسحاق وهو الراجح عند شیخنا کما صرح به فی شرح الترمذی "من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له" (ترمذی وغیرہ)

جس نے صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، صحیح اور راجح اس حدیث کا مرفوع ہونا ہے، کما حقہ الشوکانی فی النیل وابن حزم فی المحلی، یہ حدیث فرض اور نفل ہر قسم کے روزوں کو شامل ہے نفل روزہ اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي وَيَقُولُ: أَعِنْدَكَ غَدَاءٌ فَأَقُولُ لَا يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ إِنِّي إِذَا لَصَائِمٌ" یعنی نبی ﷺ میرے پاس آتے اور پوچھتے: کیا صبح کا کھانا ہے؟ میں عرض کرتی نہیں، آپ فرماتے میں روزہ رکھوں گا۔

واما ما روى عن سلمة بن الاكوع ان رسول الله ﷺ امر رجلا من اسلم ان اذن فى الناس اذ فرض صوم عاشوراء الاكل من اكل

يَجِدُ فَلْيَفْطُرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طُهُورٌ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ) جب کوئی روزہ افطار کرنا چاہے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ باعث نفع و برکت ہے، اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کہ وہ طاہر اور مطہر ہے۔

**روزہ افطار کرانے کا ثواب:** کسی دوسرے روزہ دار کا روزہ کھلوانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ دوست و احباب، خویش و اقارب کے روزہ افطار کرانے کے ساتھ فقراء و مساکین اور یتیم و عورتوں کے یہاں و نیز مساجد میں افطاری بھیج کر ثواب اخروی حاصل کرنے میں سبقت کرنی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ فَطَرَ صَائِمًا أَوْ جَهَّزَ غَايِبًا فَلَهُ أَجْرٌ مِثْلَهُ (بیہقی) جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔ ایک لمبی حدیث میں ہے۔

مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَعِنَقٌ رَقِيَّةٍ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَفَعُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُنُنَا نَجِدُ مَا نَفْطُرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطَى اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَى مَدَقَّةٍ لَبِنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِثْلَهُ (بیہقی)

جس شخص نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ دوزخ سے آزاد ہو جائے گا اور اس کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں کا ہر شخص ایسا نہیں ہے جو روزہ افطار کرا سکے، آپ نے فرمایا: یہ اللہ پاک ہر اس شخص کو دے گا جو کسی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرا دے اور جس کسی نے کسی روزہ دار کو خوب آسودہ اور سریر کر دیا، اللہ پاک اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا پلائے گا کہ وہ پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ بہشت میں داخل ہو جائے گا۔

**روزہ میں کون سے امور جائز ہیں اور کن امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا:** (۱) تریا خشک مسواک دن کے کسی حصہ میں بھی کرنا (۲) سرمہ لگانا اور آنکھ میں دوا ڈالنا (۳) سر یا بدن میں تیل ملنا (۴) خوشبو لگانا (۵) سر پر کپڑا ترا کر کے رکھنا (۶) فصد لینا، پچھنا لگوانا بشرطیکہ کمزوری کا خوف نہ ہو (۷) انجکشن لگوانا جو قوت اور غذا کا کام نہ دے (۸) ضرورت کے وقت ہنڈیا کا نمک چکھ کر فوراً تھوک دینا اور کلی کرنا (۹) صبح صادق کے بعد جنابت کا غسل کرنا (۱۰) مرد کا بیوی سے صرف بوس و کنار کرنا بشرطیکہ اپنے کو قابو میں رکھ سکتا ہو اور جماع واقع ہو جانے کا خوف نہ ہو (۱۱) دن میں احتلام ہو جانا (۱۲) عورت کو دیکھ کر انزال ہو جانا (۱۳) خود بخود قے آجانا خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ (۱۴) تالاب وغیرہ میں غسل کرنا بشرطیکہ غوطہ لگانے کی صورت میں ناک یا منہ کے ذریعہ حلق کے اندر پانی نہ جائے۔ (۱۵) ناک میں پانی ڈالنا بغیر مبالغہ کے (۱۶) ناک کے رینٹھ کا اندر ہی اندر حلق کے راستہ اندر چلا جانا (۱۷) کلی کرنا بشرطیکہ مبالغہ نہ کرے (۱۸) کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی تری کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا (۱۹) کبھی کا حلق میں چلا جانا (۲۰) استنشاق

کس قدر انوس ہے کہ جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں یعنی سحری دیر کر کے کھاتے ہیں، ان سے مذاق کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سحری دن میں کھاتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہاں سحری آخری شب میں کھانے والوں کو خیال رکھنا چاہیے کہ چائے اور پان تمباکو میں مشغول رہ کر اس طرح بے خبر نہ ہو جائیں کہ صبح صادق طلوع ہوگئی ہو اور وہ اب تک اسی شغل میں منہمک ہوں۔

**روزہ وقت ہونے ہی فوراً افطار کر دینا چاہیے:** جب سورج غروب ہو جائے اور مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے روزہ افطار کر دینا چاہیے اور بلاوجہ شک میں پڑ کر دیر نہیں کرنی چاہیے۔ روزہ افطار کرنے کا یہی وقت ہے۔

إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَهْنَا وَأَذْبَرَ النَّهَارَ مِنْ هَهْنَا وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ. (صحيحين)

جب رات سامنے آئے (مشرق سے سیاہی نمودار ہو جائے) اور دن پیٹھ پھیر لے اور آفتاب غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آگیا (اب بلا تاخیر روزہ افطار کر دینا چاہیے) لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (صحيحين) لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے بھلائی میں رہیں گے۔

حدیث ترمذی میں ہے۔ أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلَهُمْ فِطْرًا. سب بندوں سے پیارا مجھ کو وہ بندہ ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر ڈالتا ہے اور دیر نہیں کرتا۔ جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آفتاب غروب ہونے سے پہلے یا اس کے غروب ہونے میں شک اور تردد ہونے کے باوجود روزہ افطار کر دیا جائے۔ غرض یہ ہے کہ افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔

**روزہ افطار کرنے کی دعا:**

اللَّهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (ابوداؤد) اے خدا تیرے ہی لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے سے افطار کیا۔

نوٹ: یہ حدیث ضعیف ہے۔

دوسری دعا: ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَأَبْتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَّتِ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ (ابوداؤد) پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہو گئیں، اور ثواب لازم و ثابت ہو گیا، اگر خدا نے چاہا۔

**روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہیے:** تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرنا افضل ہے، اگر تازہ نہ ملیں تو خشک کھجوروں سے افطار کیا جائے، یہ بھی میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کیا جائے۔

عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْطُرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطْبَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطْبَاتٌ فَتَمِيرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَمِيرَاتٍ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ (ترمذی، ابوداؤد) آنحضرت ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، اگر تازہ نہ ملیں تو خشک سے افطار کرتے، اگر خشک بھی نہ میسر ہوئیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

سلمان بن عامر صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے روزہ کی افطاری کے متعلق ارشاد فرمایا۔ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَفْطُرْ عَلَى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ



سے ضرر اور مشقت نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور جس طرح مسافر یا بیمار کو قضا دینی ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملہ کو وضع حمل کے بعد جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور مرضہ کو جب دودھ خشک ہونے کا خوف جاتا رہے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دینی چاہیے۔ قال شیخنا رحمہ اللہ فی شرح الترمذی الظاہر انہما (الحامل والمرضع) فی حکم المریض فلیز مہما القضاء۔

**میت کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا:** اگر مریض کو رمضان کے بعد صحت ہوگئی۔ یا مرض میں اتنی تخفیف ہوگئی کہ وہ روزہ رکھ سکے۔ لیکن اس نے قضا نہیں رکھی پھر بیمار ہو کر مر گیا۔ یا مسافر کو سفر ختم ہو جانے کے بعد روزہ کی قضا کا موقع ملا لیکن اس نے قضا نہیں رکھی اور قضا سے پہلے کسی بیماری یا حادثہ میں انتقال کر گیا تو ان دونوں کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ان کے اولیاء کے ذمہ ضروری ہے۔ ارشاد ہے: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔ (صحيحین)

چھوٹے ہوئے روزوں کا نذر دینے کے بارے میں جو روایت ذکر کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اگر رمضان کے بعد مریض کی بیماری یا مسافر کا سفر قائم رہا اور ان کو قضا کا موقع نہیں ملا اور اسی بیماری یا اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے اولیاء کے ذمہ ان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا نہیں ہے اور نذر یہی ہے۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: من مات وعليه صيام من رمضان لم يخل من حالين، احدهما ان يموت قبل امکان القيام اما لضيق الوقت او لعذر من مرض او سفر او عجز عن الصوم فهذا لا شئ عليه في قول اكثر اهل العلم..... لانه حق لله تعالى وجب بالشرع مات من يجب عليه قبل امکان فعله فسقط الي غير بدل كالحج..... الحال الثاني ان يموت بعد امکان القضاء فالواجب ان يطعم عنه لكل يوم مسكين وهذا قول اكثر اهل العلم، وقال ابو ثور يصاب عنه وهو قول الشافعي لما روت عائشة ان النبي ﷺ قال من مات وعليه صيام صام عنه وليه متفق عليه (المغنی ج ۳ ص ۱۴۲، ص ۱۴۳) اور لکھتے ہیں: لو تركه لمرض اتصل به الموت لم يجب عليه شئ (المغنی ج ۳ ص ۱۴۱) اور امام نووی لکھتے ہیں: من فاته صوم يوم من رمضان ومات قبل قضاءه فله حالان احدهما ان يموت بعد تمكنه من القضاء سواء ترك الاداء بعذر ام بغيره فلا بد من تدارك بعد موته الحال الثاني ان يكون موته قبل التمكن من القضاء بان لا يزال مريضاً او مسافراً من اول شوال حتى يموت فلا شئ في تركته ولا على ورثته (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۸۱-۳۸۳) اور امام بیہقی سنن کبری ج ۴ ص ۳۵۳ میں لکھتے ہیں: باب المریض یفطر ثم لم یصح حتی مات فلا یكون علیه شئ، روی ذلك عن ابن عباس وقال رسول الله ﷺ اذا أمرتکم بامر فاتوا منه ما استطعتم۔

بلا مبالغہ کی صورت میں بغیر قصد و ارادہ پانی کا ناک سے حلق کے اندر اتر جانا (۲۱) منہ میں جمع شدہ تھوک کو پی جانا مگر ایسا نہ کرنا بہتر ہے (۲۲) سوڑھے کے خون کا تھوک کے ساتھ اندر چلا جانا (۲۳) کلی کرتے وقت بلا قصد و ارادہ پانی کا حلق میں اتر جانا (۲۴) ذکر میں پچکاری کے ذریعہ دوا وغیرہ داخل کرنا (۲۵) عورت سے بوس و کنار کی صورت میں انزال ہو جانا (۲۶) بھول کر کھاپی لینا اور بیوی سے صحبت کر لینا۔

(۱) مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلَيْتُمْ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطَعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ۔ (صحيحین)

جو روزہ دار بھول کر کھاپی لے وہ اپنا روزہ پورا کرے، اللہ نے اس کو کھلایا پلایا ہے یعنی بھول کر کھاپی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور نہ اس کی قضا دینی ہوگی۔

(۲) مَنْ أَفْطَرَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ نَاسِيًا فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ۔ (ابن خزيمة، حاكم، ابن حبان)

(۲۷) غبار دھوئیں یا آٹے کا اڑ کر حلق کے اندر چلا جانا (۲۸) مچھوں میں تیل لگانا (۲۹) کان میں تیل یا پانی ڈالنا اور سلامتی داخل کرنا (۳۰) دانت میں اٹکے ہوئے گوشت یا کھانے کا جو محسوس نہ ہو اور منتشر ہو کر رہ جائے حلق کے اندر چلا جانا۔

**روزہ جن امور سے ٹوٹ جاتا ہے:** (۱) دانستہ قصداً کھانا پینا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ (۲) دانستہ جماع کرنا (۳) قصداً قے کرنا تھوڑی ہو یا زیادہ (۴) حقہ بیڑی، سگریٹ پینا (۵) پان کھانا (۶) مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی یا دوا چڑھانا یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے (۷) کھانا پینا یا جماع کرنا رات سمجھ کر یا یہ خیال کر کے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا (۸) منہ کے علاوہ کسی زخم کے راستہ سے نکی کے ذریعہ غذا یا دوا پہنچانی (۹) حقہ کرنا ان سب صورتوں میں ٹوٹے ہوئے روزہ کی قضا رکھنی ضروری ہے اور دانستہ بیوی سے صحبت (جماع) کر لینے کی صورت میں قضا کے ساتھ کفارہ دینا بھی ضروری ہے۔ کفارہ ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ اگر اس کی قدرت نہ ہو تو پے درپے ساٹھ روزہ رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

**بیمار، مسافر، حاملہ مرضہ کے لئے شرعی رخصت:** اگر مسافر بیمار، حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہو اور دودھ پلانے والی عورت کے دودھ خشک ہونے کا خوف ہو تو ان لوگوں کے لئے شریعت کی طرف سے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں بلکہ مسافر کے لئے اس صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ" بیمار اور مسافر کے لئے رخصت ہے کہ روزے نہ رکھیں لیکن اس کے بعد ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا دینی ہوگی۔ ان اللہ وضع عن المسافر شطر الصلوة والصلوم عن المسافر وعن المرضع والحلبی (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اللہ نے مسافر کو قصر کی اجازت دی ہے اور مسافر، حاملہ، مرضہ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دے دی ہے۔

اگر سفر میں تکلیف نہ ہو اور بیماری، حمل، دودھ پلانے کی حالتوں میں روزہ رکھنے

ہیں کہ گناہ کے ارتکاب، نفسانی خواہش کی پیروی، عصیان و طغیان سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر یاد رکھنا چاہیے کہ دل اور روح کا روزہ ضرور ٹوٹ جاتا ہے اور جب روح و قلب کا روزہ باقی نہیں رہا تو شخص جسم کا روزہ بے سود اور غیر مفید ہے۔

الصَّائِمُ فِي عِبَادَةِ مَنْ حِينَ يَصْبِحُ إِلَى أَنْ يَمْسِيَ مَالِمَ يَغْتَبِ فَإِذَا اغْتَابَ خَرَقَ صَوْمَهُ (دیلمی) روزہ دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں رہتا ہے جب تک کسی کی غیبت نہ کرے جب وہ غیبت کرتا ہے تو اپنے روزے کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے برے اور بیہودہ لغو باتیں، سرکشی نفس، روزہ کے منافی نہیں ہیں۔ لیکن یہ خیال جھوٹا اور غلط ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: لَيْسَ الصَّيَامُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ إِنَّمَا الصَّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ (حاکم، بیہقی) روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقت میں برے اور لغو کام سے بچنے کا نام ہے۔

ہمارے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جھوٹی باتوں برے عملوں کو روزہ کی صحت کے لئے مضرت نہیں خیال کرتے حالانکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری وغیرہ) جو شخص روزے کی حالت میں بھی کذب و زور اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے روزہ دار اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

پس اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ روزہ دار حقیقت میں نیکی اور بھلائی کا مجسمہ ہوتا ہے، نہ تو وہ کسی کی غیبت کرتا ہے، نہ لغو بیہودہ عمل کرتا ہے، نہ کذب و زور اور جہالت کے کاموں میں اپنے کو ملوث کرتا ہے، نہ نفسانی خواہش کی اتباع کرتا ہے بلکہ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتا ہے۔ إِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٌ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَاءَتْ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَمْرٌ صَائِمٌ (بخاری وغیرہ) تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ بدگونی کرے اور نہ شور و غل کرے اگر کوئی اس کو برا کہے یا اس سے آمادہ پیکار ہو تو کہہ دے میں روزے سے ہوں۔

**ماہ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہوجانا ہے:** مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ۔ جس شخص نے رمضان میں ایک نیک نفلی کام کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی چاہی تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے ماسواۃ رمضان میں ستر فریضے ادا کئے۔

معلوم ہوا کہ اس مقدس اور بابرکت مہینے میں ہر ایک نیک اور اچھے کام کا ثواب بہت زیادہ ملتا ہے خواہ نفلی ہو یا فرض۔ پس قرآن کی تلاوت، تسبیح و تقدیس، تکبیر و تہلیل، حمد و شکر، تراویح اور دوسرے نیک کاموں میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ اس مبارک مہینے میں دل کھول کر صدقات و خیرات کرنا چاہیے، آنحضرت ﷺ کی سخاوت تیز و تند ہوا سے بھی زیادہ ہو جایا کرتی تھی، اسی لئے آپ نے اس مہینہ کو شہر المواساة (ایک دوسرے کی غمخواری اور مدد کرنے کا مہینہ) بتایا ہے۔ ہمارا سالانہ فرض دو ہے۔ ایک جسمانی اور ایک مالی۔ فریضہ مالی (زکوٰۃ) اگرچہ وقت کے ساتھ محدود اور مخصوص نہیں ہے

**بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لیے شرعی رخصت**  
: وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں یا روزہ رکھنے کی صورت میں انتہائی کمزوری ہو جانے کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو تو ان کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔

وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ (البقرہ: ۱۸۳) کے متعلق حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ہی للشيخ الكبير والمرأة الكبيرة لا يستطيعان ان يصوما فيطعمان مكلن كل يوم مسكينا (بخاری)  
**روزے کا ثمرہ اور مقصد:** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: ۱۸۳) مسلمانو! جس طرح تم سے پہلی قوموں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر فرض کئے گئے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِتَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرہ: ۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جو ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی دلیل ہے پس جو اس مہینے میں زندہ رہے وہ روزہ رکھے جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھے خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور تاکہ تم خدا کی ہدایت پر اس کی بڑائی کرو اور شکر ادا کرو۔

قرآن پاک نے روزہ کے حکم کے موقع پر ہم کو روزے کے تین نتیجے بتائے ہیں اتقاء، تکبیر، شکر۔ انسانی کاموں کا حقیقی وجود ان کے نتیجوں اور ثمروں کا وجود ہے اگر نتیجہ اور ثمرہ ظاہر نہیں ہوا تو سمجھنا چاہیے کہ وہ کام بھی نہیں ہوا اگر بیمار کو حکیم نے دوا دی لیکن جس فائدے کے لئے دی گئی وہ فائدہ حاصل نہیں ہوا تو سمجھنا چاہیے کہ حکیم نے دوا نہیں دی اور نہ بیمار نے دوا استعمال کی۔ اسی طرح روزہ کو ہمارا روحانی علاج سمجھنا چاہیے پس اگر روزہ سے روحانی شفا یعنی تقویٰ، تسبیح و تقدیس، تکبیر و تہلیل، حمد و ثنا وغیرہ نہ حاصل ہوتو حقیقت میں وہ روزہ نہیں ہے بلکہ فاقہ ہے اور ایسا روزہ دار فاقہ نش ہے جس کو بھوک و پیاس کی تکلیف کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ خدا کے نزدیک ایسے روزہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظُّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهُوُ (دارمی) کتنے روزے دار ہیں جن کو بجز نفلی کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گزار ہیں جن کے تہجد سے بجز بیداری کچھ فائدہ نہیں۔

روزے کا پہلا ثمرہ اتقاء بتایا گیا ہے جس کے معنی اصطلاح شرح میں ہر قسم کی جسمانی نفسانی دنیاوی لذائذ اور خواہشات سے جسم اور روح کو محفوظ رکھنے کے ہیں اور یہی روزہ کی حقیقت ہے۔ جس کے ساتھ تکبیر، حمد و ثنا بھی ہونا چاہیے ہم خیال کرتے

قول یعنی آٹھ رکعت اور وتر کو شامل کر کے کل گیارہ رکعت یہی صحیح ہے اور سنت کے مطابق اور اس کے علاوہ کوئی قول سنت کے موافق نہیں ہے، ہاں اگر کوئی آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے، چاہے بیس پڑھے یا چوبیس یا اٹھائیس یا چونتیس یا چالیس یا چھتیس، آٹھ کے بعد سب تعداد برابر ہے۔ بیس کی کوئی خصوصیت نہیں جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے اور نہ یہ سنت عمری ہے بلکہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کل گیارہ ہی رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

**دلائل گیارہ رکعت تراویح مع وتر:** عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشَرَ رَكْعَةً. (صحيحين). یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تراویح (تہجد) گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكْعَاتٍ وَأُوتِرَ (طبرانی، محمد بن نصر، ابن خزيمة، ابن حبان). یعنی آنحضرت ﷺ نے ہم کو رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی پھر وتر پڑھا۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ أَبِي بِنِ كَعْبِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْئًا قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا أَبِي قَالَ نَسُوَةٌ فِي دَارِي قُلْنَا أَنْ لَا نَقْرَأَ الْقُرْآنَ فَصَلَّيْ بِصَلَوَتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنِ ثَمَانِ رَكْعَاتٍ وَأُوتِرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الزَّوَائِدِ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. (اخرجه ابو يعلى قال البيهقي في مجمع الزوائد اسناداه حسن).

حضرت ابی بن کعبؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھ سے رات ایک کام سرزد ہو گیا۔ فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا: میرے گھر چند عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھتیں یعنی زیادہ یا ڈن نہیں رکھتیں۔ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں گی اور قرآن سنیں گی۔ پس میں نے ان کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائی اور وتر ادا کیا، آپ خاموش رہے اور یہ سنت رضا ہو گئی۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبِي بِنِ كَعْبِ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشَرَ رَكْعَةً الْحَدِيثُ... (اخرجه مالك في الموطأ وسعيد بن منصور وابو بكر بن ابي شيبة قال النيموي في آثار السنن: اسناداه صحيح) حضرت عمر بن خطابؓ نے ابی بن کعب اور تميم داری کو گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

بیس رکعت والی کوئی روایت اور اس صحیح طور سے ثابت نہیں ہے، کما حقہ شیخنا فی شرح الترمذی فلیرجع الیہ من شاء، علامہ ابن الہمام حنفی اور مولانا عبدالحق دہلوی، مولانا عبدالحق حنفی اور دیگر علمائے حنفیہ نے بھی بیس رکعت والی مرفوع روایت کو ضعیف بتایا ہے اور گیارہ رکعت کو سنت اور اصل قرار دیا ہے۔

مگر جب رمضان میں ایک فرض کی ادائیگی سے ستر فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے تو ادائیگی زکوٰۃ (فریضہ مالی) کے لئے رمضان سے بڑھ کر دوسرا کون سا وقت ہوگا۔

**تراویح یا تہجد یا قیام رمضان:** تراویح، تہجد، قیام رمضان تینوں ایک چیز ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی لمبی حدیث اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے آخردے کی تین راتوں میں ہمارے ساتھ (تراویح کی) نماز (قیام لیل) اس طرح پڑھائی۔ پہلی رات میں اول شب میں ادا کی یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی اور دوسری رات میں نصف شب تک پڑھائی، ہم نے بقیہ نصف شب میں بھی پڑھنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: جس نے امام کے ساتھ قیام کیا، اس نے پوری شب کا قیام کیا۔ تیسری رات میں آپ نے آخرب شب میں گھر والوں کو جمع کیا۔ اور سب کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی۔ یہاں تک کہ ہم کو ڈر ہوا کہ سحری کا وقت ختم نہ ہو جائے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تراویح کورات کے تینوں حصوں میں ادا فرمایا ہے اور اس کا وقت عشاء کے بعد سے آخر رات تک اپنے عمل کے ذریعہ بتا دیا، اب تہجد کے لئے کون سا وقت باقی رہا۔ پس تراویح اور تہجد کے ایک ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ "العرف الشذی" (تقریر ترمذی از مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی) میں ہے۔ "لَا مَنَاصَ صَ مِنْ أَنْ تَرَاوِيحُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَةً وَلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى التَّرَاوِيحُ وَالتَّهَجُّدُ عَلَى حِدَّةٍ فِي رَمَضَانَ الْخ".

یعنی اس بات کے تسلیم کے بغیر چارہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نماز تراویح آٹھ رکعت تھی اور کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھا۔ تراویح یا تہجد کا جماعت کے ساتھ یا تنہا مسجد میں یا گھر میں آخر رات میں پڑھنا افضل ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں: وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ تَرَاوِيحَ آخِرَاتِ مِثْلِ مَا فِي رَمَضَانَ جَسْمٌ تَمَّ سَوْجَاتِهِ هُوَ أَوْلَى رَاتٍ فِي رَمَضَانَ مِنْ أَفْضَلِ مَا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِهِ، حِيلَةَ سَازِي، بَهَانَهُ جَوِي، عَذْرَتِ رَاشِي كَ زَمَانِهِ فِي مَسْجِدِ فِي أَوَّلِ رَاتٍ فِي رَمَضَانَ جَمَاعَتِ كَ سَاحَتِهِ تَرَاوِيحَ آدَا كِي جَائِ وَرَنَا كَثْرَ لُوكِ اس سَ عَافِلِ هُوكِ رَ جَهْوَرُ يَبِيصُ كَ اور كَبْهِي پُورَ قُرْآنِ كِي تَلَاوَتِ تُوْدِرْ كِنَارِ اس كَا سَمَاعِ كَبْهِي نَصِيْبِ نَبِيصِ هُوكِ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تراویح باجماعت مسجد میں اول شب میں ہوا کرتی تھی اور آپ نے بھی تین راتوں میں سے پہلی رات میں اول شب میں ادا فرمائی تھی۔

**تعداد رکعات تراویح:** تراویح کے بارے میں سلف کے مختلف اقوال ہیں: چالیس، چھتیس، چونتیس، اٹھائیس، چوبیس، اڑتیس، بیس، آٹھ، ان اقوال کو یعنی وغیرہ نے بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ ان مختلف اقوال سے اس دعویٰ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ بیس رکعت پر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اجماع ہو گیا تھا، ان اقوال مختلفہ میں چھلا

# ماہِ رمضان کا استقبال اس طرح کریں!

ڈاکٹر امان اللہ محمد اسماعیل مدنی  
مدرس مسجد نبوی شریف

بڑھنے کا حکم دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صَفَدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الْجَنِّ، وَغَلَقَتْ أَبْوَابَ النَّارِ، فَلَمْ يَفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يَغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٌ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" [سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۶۴۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]۔ اس لیے اس مبارک مہینے میں نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۴- استقبالِ رمضان اخلاص و للہیت پر مبنی ہو: شریعت اسلامیہ نے ہر عبادت کی قبولیت کا دار و مدار اخلاص و للہیت پر رکھا ہے، اگر عبادت میں للہیت ہے تو وہ قابل قبول ہے ورنہ وہی عبادت وبال جان بن جاتی ہے، اس لئے استقبالِ رمضان سے متعلق ہمارے ذہن و دماغ میں یہ بات ہمہ وقت موجود رہے کہ ماہِ رمضان میسر ہو جانے کے بعد ہمارا ہر عمل اخلاص پر مبنی ہو، ریا کاری اور دکھاوا سے پاک و صاف ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْيَقِينِ [البینة: ۵]، اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ [الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳]، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى ديار الدنيا يصبها أو إلى امرأة ينكحها فهجرته إلى ما جاهر إليه) [صحیح بخاری حدیث: ۱]۔

اسی طرح ریا کاری کی مذمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «مَنْ سَمِعَ سَمْعَ اللَّهِ بِهِ، وَمَنْ يَرَأَى يَرَأَى اللَّهَ بِهِ» [صحیح بخاری حدیث: ۶۴۹۹]۔

معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان کے استقبال کے لیے اخلاص و للہیت ضروری امر ہے، اور اخلاص و للہیت اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک ہم شرک اور اسکے تمام انواع و اقسام سے پاک و صاف نہ ہو جائیں۔

۵- رمضان کا استقبال اتباعِ سنت کے جذبات سے سرشار ہو کر کریں: کسی بھی عمل کی قبولیت کے لیے جس طرح اخلاص کا ہونا ضروری ہے اسی طرح عمل کی قبولیت کے لیے اتباعِ سنت رسول کا ہونا بھی ضروری امر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا [الکہف: ۱۱۰]۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهَذَا زَكْنَا الْعَمَلِ

ماہِ رمضان خیر و برکت کے اعتبار سے تمام مہینوں میں سب سے افضل ہے، یہ مبارک مہینہ ہم پر کچھ ایام میں سایہ لگن ہونے والا ہے، اللہ کا مومن بندہ اس ماہ کے انتظار میں ٹھنکی باندھے تیاری میں لگن ہے۔

مسلمانوں کا ایک طبقہ اس ماہِ مبارک کا استقبال قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر سلف صالحین کے طور طریقے کے مطابق کرتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ لاعلمی اور باپ دادا کی اندھی عادات و تقلید کو سامنے رکھ کر غلط انداز سے اس ماہِ مبارک کی تیاری میں لگ جاتے ہیں، لہذا ذیل کے سطور میں کتاب و صحیح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں رمضان کے استقبال سے متعلق کچھ اہم مسائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۱- ماہِ رمضان کا استقبال خوشی و مسرت، فرحت و انبساط کے ساتھ کریں: ماہِ رمضان تمام مسلمانوں کے لیے مبارک و مقدس مہینہ ہے، اس مہینے کے فیوض و برکات بے شمار ہیں، جس کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کے لیے خوشی و مسرت، فرحت و انبساط کا اظہار ہونا چاہئے، اور اسے قطعی طور پر بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ [يونس: ۵۸]، بلوغِ رمضان اور اس سے استفادہ سے بڑا فضل و کرم اور کیا ہو سکتا ہے؟۔

۲- ماہِ رمضان تک پہنچنے کے لیے اللہ رب العالمین سے دعا کرنا: اس مبارک مہینہ کو پانے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینہ تک پہنچا دے، ساتھ ہی ساتھ اس مبارک مہینے کو پالنے کے بعد بھی نیکی کی توفیق اور قبولیت کی خوب خوب دعا کرنی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماہِ مبارک تک پہنچنے کی دعا ثابت ہے، فعن أنس بن مالك قال: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلَّغْنَا رَمَضَانَ» [المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث: ۳۹۳۹، وقال الهيثمي: رَوَاهُ الْبَرَزِيُّ، وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ زَائِدَةٌ بِنُ أَبِي الرَّقَادِ، وَفِيهِ كَلَامٌ، وَقَدْ وَثَّقَ. مجمع الزوائد للهيثمي حدیث: ۴۷۷۴]، اور یہ سلف صالحین کا طریقہ بھی رہا ہے۔

۳- رمضان کا استقبال خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے مسابقت اور آگے بڑھ کر کریں: نیکی کے کاموں میں مسابقت اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنا شرعی طور پر مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ [المُطَفِّفِينَ: ۲۶]، اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ. أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ. فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ [الواقعة: ۱۰۱۲]، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس ماہِ مبارک میں نیکی کے کاموں میں آگے

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَأَكَلَهُ وَشَرِبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرَحَتَانِ: فَرَحَةٌ حِينَ يَفْطُرُ، وَفَرَحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلِخُلُوفِ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ [صحیح بخاری حدیث: ۱۷۹۲]۔

۹- ماہ رمضان کا استقبال اور گناہوں سے اجتناب: قرآن وحدیث میں نیکیوں کو سمیٹنے اور گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے ایک مومن کو چاہئے کہ خود گناہوں سے دور رہے اور دوسروں کو بھی روکے، بالخصوص ماہ رمضان میں گناہوں سے کنارہ کش رہا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ، صَفَّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَّةُ الْجَنِّ، وَغَلَقَتْ أَبْوَابَ النَّارِ، فَلَمْ يَفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ، وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَلَمْ يَغْلُقْ مِنْهَا بَابٌ، وَنَادَى مُنَادٌ: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ" [سنن ابن ماجہ حدیث: ۱۶۲۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]۔ لہذا ماہ رمضان میں گناہوں سے زیادہ دور رہنا چاہئے۔

۱۰- ماہ رمضان کا استقبال، دعا اور ذکر واذکار سے کریں: ایک مسلمان کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار، تسبیح و تہلیل اور دعاؤں کا اہتمام کرے، کیونکہ یہ سب اعمال صالحہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہیں، اور ان کے ذریعہ ہم جہنم کی آگ سے بچ سکتے ہیں اور جنت کے حقدار بن سکتے ہیں، بالخصوص ماہ رمضان میں یہ اعمال کثرت سے کرنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذَكَرْتُ عَنْدَهُ فَلَمْ يَصِلْ عَلَيَّ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانَ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عَنْدَهُ أَبُوَاهُ الْكَبِيرَ فَلَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةَ» [سنن ترمذی حدیث: ۳۵۲۵] یعنی اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پالینے کے بعد بھی اپنی مغفرت و بخشش نہیں کروا پایا۔ ذکر واذکار اور دعاؤں سے متعلق ایک اہم بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ شریعت اسلامیہ میں صحیح اور ثابت ذکر واذکار و دعاؤں کثرت سے موجود ہیں اس لیے صحیح اور ثابت اذکار ووظائف اور دعاؤں کا ہی اہتمام کرنا چاہئے۔ ضعیف، موضوع، غیر ثابت اور بناوٹی دعاؤں سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے، مسلمان کو چاہئے کہ صحیح اور ثابت اذکار کی معرفت حاصل کرے ضعیف وغیر ثابت دعاؤں سے اجتناب کرے۔

۱۱- ماہ رمضان کا استقبال توبہ واستغفار سے کریں: رمضان کے اس پر بہار موسم کی قربت میں توبہ واستغفار سے اپنی زبان کو خوب ترکھنا چاہئے، توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتے ہوئے انہیں نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ [التحریم: ۸]، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا" [الفرقان: ۷۰]، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا کرنے کے بعد توبہ کرنے والے کو بہترین خطا کار کے لقب سے ملقب فرمایا: فَعَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

الْمُنْتَقِلِ . لَا بَدَأَ أَنْ يَكُونَ خَالِصًا لِلَّهِ، صَوَابًا عَلَيَّ شَرِيعةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [تفسیر ابن کثیر ۵/۲۰۵]۔

اگر ہمارا استقبال ماہ رمضان سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ ہماری ساری محنت و کوشش رانگاں و بردا ہو جائیگی۔ اسی طرح ایک اہم امر کی طرف اشارہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ استقبال رمضان میں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہئے جس کی اجازت شریعت مطہرہ نہ دیتی ہو، اور اسی طرح جوش میں ہوش نہیں کھونا چاہئے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ماہ رمضان کا استقبال اتباع سنت کی بنیاد پر ہو بدعات و خرافات سے مکمل دوری اختیار کی جائے، کیونکہ ہر ہر مسئلے میں سنت رسول وافر مقدار میں موجود ہے، اس لیے بدعت کی طرف جھانکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۶- استقبال رمضان ایمان و احتساب پر ہو: ہر عمل صالح کا اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اس کی بجا آوری پر ثواب کا حقدار بنا جاسکے، اس لیے شریعت غراء نے ہر عمل پر احتساب کا ذکر فرمایا ہے، بالخصوص روزے کی فضیلت کو سمیٹنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتساب کو لازم قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» [صحیح بخاری حدیث: ۳۸]۔

ابن حجر رحمہ اللہ ایمان اور احتساب کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: والمراد بالایمان الاعتقاد بحق فرضية صومه، وبالاحتساب طلب الثواب من الله تعالى، وقال الخطابي: احتسابا أي عزيمة، وهو أن يصوم على معنى الرغبة في ثوابه، طيبة نفسه بذلك، غير مستثقل لصيامه، ولا مستطيل لأيامه. [فتح الباری لابن حجر ۴/۱۱۵]، یعنی اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت سے روزہ رکھا جائے۔

۷- ماہ رمضان کا استقبال اور حصول علم: علم شرعی کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضةٌ عَلَيَّ كُلِّ مُسْلِمٍ» [سنن ابن ماجہ الحدیث: ۲۲۴]، وصححه الشيخ الألبانی، لہذا ماہ رمضان کے استقبال میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ رمضان کے روزے کے احکام و مسائل کی صحیح جانکاری و معرفت ہو، تاکہ ہم علی وجہ البصیرہ ماہ رمضان میں سنت کے مطابق مکمل عبادت کر سکیں، بغیر علم و معرفت کے ہم صحیح طور پر کسی بھی عبادت کو انجام نہیں دے سکتے اور نہ ہی ہماری عبادت بارگاہ الہی میں قابل قبول ہو سکتی ہے۔

۸- ماہ رمضان کا استقبال فضائل رمضان کو سامنے رکھتے ہوئے کریں: رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کے روزے کے بے شمار فضائل ہیں، اور یہ وہ فضائل ہیں جو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں، لہذا رمضان کے استقبال کے وقت وہ تمام فضائل بندہ مومن کی نگاہوں میں رہے، تاکہ یہ فضائل اسے ماہ رمضان میں ہر اچھے کام پر ابھارے اور ہر برے کام سے روکے، ماہ رمضان اور اس کے روزے کی فضیلت کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد صحیح احادیث ثابت ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَتُسَلِّطُ الشَّيَاطِينُ» [صحیح بخاری حدیث: ۳۲۷۷]،

وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ « جو شخص ایمان اور ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ [صحیح بخاری حدیث: ۸۳]۔

ب۔ ماہ رمضان میں قیام اللیل (تراویح) کا اہتمام کریں: قیام اللیل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی محبوب و پسندیدہ عبادت ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل کا کافی اہتمام کیا کرتے تھے، آپ کے قیام کا یہ عالم تھا کہ کثرت قیام کی وجہ سے آپ کے پیر میں سوجن آجاتی تھی، صحیح حدیث میں ہے کہ: «قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا» [صحیح بخاری حدیث: ۴۸۳۶]۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: «وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا» [الفرقان: ۶۴]، بالخصوص رمضان کے قیام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» یعنی جو شخص ماہ رمضان میں قیام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کرے گا۔ [صحیح بخاری حدیث: ۷۳]۔

ماہ رمضان میں باجماعت تراویح کی نماز کا اہتمام کرنا زیادہ باعث اجر و ثواب ہے، بلکہ علماء اجلاء تراویح کی نماز باجماعت کے ساتھ ادا کرنے کو ہی افضل قرار دیتے ہیں، لیکن تنہا ادا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

ج۔ ماہ رمضان میں صدقہ و خیرات کا خوب اہتمام کریں: صدقہ و خیرات ایک افضل ترین عبادت ہے، اس کی فضیلت اور فوائد لاتعداد ہیں، لیکن رمضان المبارک کے مہینے میں صدقہ و خیرات زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے، ماہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ملاحظہ فرمائیں «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ إِنَّ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ، فِي كُلِّ سَنَةٍ، فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ، فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَ جَبْرِيْلَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ» رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کے معاملے میں کافی سختی تھے، جبکہ ماہ رمضان میں تیز و تند ہواؤں کے مانند اللہ کے راستے میں صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ [صحیح مسلم حدیث: ۲۳۰۸]۔

د۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کریں: شریعت اسلامیہ نے تلاوت قرآن کریم پر کافی زور دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُوْلَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ» [البقرة: ۱۲۱]۔

اور جو لوگ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتے ایسے لوگوں کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے کریں گے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا» [الفرقان: ۳۰]۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مہینے میں تلاوت قرآن کا کافی اہتمام کرتے تھے، جبریل علیہ السلام آپ کو ہر رمضان میں مکمل قرآن پڑھایا

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ» [سنن ابن ماجہ حدیث: ۴۲۵۱]، شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔

۱۲۔ استقبال رمضان کثرت عبادت کا متقاضی ہے: ماہ رمضان کا استقبال کرتے ہوئے ہمارا یہ عزم مصمم ہو کہ ہم اس ماہ مقدس میں پابندی کے ساتھ ان اعمال صالحہ کو بجلائیں گے جن کا ذکر قرآن و صحیح حدیث میں موجود ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو صرف اور صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ» [الذاریات: ۵۶]، لہذا ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ مرتے دم تک ایک اللہ کی عبادت و بندگی میں مشغول و مصروف رہے، «وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ» [الحجر: ۹۹]۔

۱۳۔ رمضان کی آمد پر ایک دوسرے کو مبارکبادی دیں: ماہ رمضان کی آمد میمون پر خوشخبری دینا اور مبارکبادی پیش کرنا صحیح و ثابت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی آمد پر خوشخبری اور مبارکبادی دیا کرتے تھے، فعن أبي هريرة، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ رَمَضَانَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ جَاءَكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُعَلَّقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُعَلَّقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حَرَّمَ خَيْرَهَا، فَقَدْ حَرَّمَ» [مسند احمد حدیث: ۱۷۷۸]، مسند احمد کے محققین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۴۔ ماہ رمضان کے استقبال میں یہ بھی داخل ہے کہ اس مبارک مہینے کو پالنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا حمد و شکر بجا لائیں: ماہ رمضان کے استقبال میں یہ چیز مشروع ہے کہ اس مبارک و مقدس مہینے کو پالنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کریں، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور عظیم نعمت کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ» [ابراہیم: ۷]، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجالانے سے اللہ تعالیٰ مزید نعمتوں سے نوازتا ہے۔

۱۵۔ ماہ رمضان کے استقبال میں یہ بھی داخل ہے کہ ماہ رمضان کو پالنے کے بعد انواع و اقسام کی عبادتوں میں مشغول رہیں: ماہ رمضان پالنے کے بعد مندرجہ ذیل اعمال صالحہ کا خوب اہتمام کریں:

۱۔ ماہ رمضان میں روزے کا خوب اہتمام کریں: رمضان المبارک کا روزہ ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر فرض ہے: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ» [البقرة: ۱۸۳]۔

روزے کی فضیلت بہت زیادہ ہے، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَأَكَلَهُ وَشَرِبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ أَفْطَرَ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَلِخُلُوفِ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ» [صحیح بخاری حدیث: ۷۴۹۲]۔

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ روزے دار خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کھانا پینا ترک کر دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسے بغیر کسی واسطہ کے خود روزے کا بدلہ عنایت فرمائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، إِيمَانًا

مِنْزَرَةً، وَأَحْيَا لَيْلَةً، وَأَيَّقَطْ أَهْلَهُ» [صحیح بخاری حدیث ۲۰۲۳]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاشی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» یعنی جو شخص لیلۃ القدر کا قیام کرے گا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ [صحیح بخاری حدیث: ۱۹۰۱]۔

شب قدر کو پانے یا اس کا ثواب حاصل کرنے کے لئے اچھا یہ ہے کہ آخری عشرہ کی تمام راتوں کا قیام کیا جائے، بالخصوص طاق راتیں عبادت و بندگی میں گزارا جائیں۔

ز۔ ماہ رمضان میں عمرہ کا اہتمام کریں: عمرہ ایک مشروع عبادت ہے، قرآن کریم میں اس کا ذکر وارد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار عمرہ ادا کرنا ثابت ہے، صحیح اور راجح قول کے مطابق زندگی میں حج کی طرح استطاعت کے ساتھ ایک مرتبہ عمرہ واجب ہے، عمرہ کبھی بھی ادا کر سکتے ہیں اور اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے، بالخصوص ماہ رمضان میں عمرہ ادا کرنے کی فضیلت حج کے برابر ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری عورت سے فرمایا: رمضان میں عمرہ ادا کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ ادا کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے، فعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا امرأة من الأنصار سمهاها ابن عباس فنيست اسمها «ما منعك أن تحججي معنا؟» قالت: لم يكن لنا إلا ناضحان فحج أبو ولدها وابنها على ناضح وترك لنا ناضحاً ننضح عليه، قال: «فإذا جاء رمضان فاعتصري، فإن عمرة فيه تعدل حجة» [صحیح مسلم حدیث: ۱۲۵۶]۔

ح۔ ماہ رمضان میں امر بالمعروف والنہی عن المنکر کے فریضے سے غافل نہ رہیں: امر بالمعروف والنہی عن المنکر مسلمانوں پر ہر وقت و ہر آن واجب و ضروری ہے، البتہ اس پر بہار موسم میں اس فریضے کی اہمیت و ضرورت اور بڑھ جاتی ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس فریضے کو مکمل انجام دیں، بالخصوص ماہ رمضان سے قبل اور ماہ رمضان میں اس فریضے کو خوب عام کریں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَكُوَّامِنَ أَهْلِ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَكُمْ [آلِ عِمْرَانَ: ۱۱۰]، اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: وَلَسْئَلُنَا مِنْكُمْ أُمَّةً يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [آلِ عِمْرَانَ: ۱۰۴]۔

رمضان کے استقبال سے متعلق یہ چند اہم معلومات ہیں جن کا پاس و لحاظ ہر بندہ مؤمن کو رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اے اللہ! تو ہم تمام مسلمانوں کو ماہ رمضان تک پہنچنے اور اسکے فیوض و برکات سے ہر وقت و ہر پل فائدہ اٹھانے نیز اس ماہ عظیم میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی بجا آوری کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

وما توفیقنا إلا باللہ، وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

کرتے تھے، اور اس رمضان میں جس رمضان کے بعد آپ پر کوئی رمضان نہیں آیا جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ قرآن پڑھایا، فعن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم «أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان حين يلقاه جبريل، وكان جبريل يلقاه في كل ليلة من رمضان، فيدارسه القرآن، فلرسول الله صلى الله عليه وسلم حين يلقاه جبريل أجود بالخير من الريح المرسلة» [صحیح بخاری حدیث: ۳۲۲۰]۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہ رمضان میں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔

قرآن کریم کی تلاوت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشر أمثالها، لا أقول الم حرف، ولكن ألف حرف ولام حرف وميم حرف» یعنی جو قرآن کریم کے ایک حرف کی تلاوت کرے گا اسے دس نیکی ملے گی۔ [سنن الترمذی حدیث ۲۹۱۰، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]۔

ہ۔ ماہ رمضان میں اعتکاف کریں: اعتکاف کا ذکر قرآن و سنت میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ [البقرة: ۱۸۷]، اور اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: وَعَهَدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ [البقرة: ۱۲۵]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کرتے تھے، عن ابی ہریرة رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتكف في كل رمضان عشرة أيام، فلما كان العام الذي قبض فيه اعتكف عشرين يوماً» یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرتے تھے اور اس سال جس سال آپ کا انتقال ہوا آپ نے بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔ [صحیح بخاری حدیث: ۲۰۲۳]۔

و۔ ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں: رمضان المبارک کا آخری عشرہ انتہائی خیر و برکت والا ہے، اسی آخری عشرہ میں ایک رات ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے، جو مبارک رات ہے اور ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (۲) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (۳) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (۴) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ [القدر: ۱-۵]، اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے، إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مَبْرُكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ [الدخان: ۳-۴]۔

اس عشرہ کی تمام راتوں میں قیام اللیل، ذکر و اذکار، تسبیح و تہلیل، توبہ و استغفار اور تلاوت کلام پاک کا زیادہ اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں خود شب بیداری کرتے اور اہل و عیال کو بھی جگاتے، فعن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل العشر شد

## صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی مقصد رمضان نہیں ہے

بڑے بدنصیب شمار ہوں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنبت الكبائر [مسلم: کتاب الطہارۃ] پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه [بخاری: کتاب الصوم] جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضاء کے لئے) رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اسی طرح کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: منبر لاؤ ہم منبر لائے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، اسی طرح جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: آمین، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جناب جبریل میرے پاس آئے اور کہا ”بعد من ادرک رمضان فلم يغفر له قلت آمین“ اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس آدمی نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی حاصل نہ کر سکے، اس کے جواب میں میں نے آمین کہا، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس کے جواب میں آمین کہی، پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جناب جبریل نے کہا: جس شخص نے اپنے ماں یا باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی اس کے لئے بھی ہلاکت ہو، میں نے اس کے جواب میں کہا: آمین [حاکم: کتاب البر والصلة]

اس ماہ مبارک میں ہم بار بار اپنی تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق محاسبہ کریں اور اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو ڈھونڈ کر احساس ندامت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں تائب ہوں، اپنے اعضاء و جوارح پر غور کریں کہ ہم نے انہیں کہاں استعمال کیا ہے۔ خیر میں یا شر میں، جائز امور میں یا ناجائز امور، اس لئے کہ یہی اعضاء کل قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے، ہم غور کریں کہ ہماری آنکھوں نے کتنی خیانت کی ہے، ہمارے قدم گناہوں کی طرف کتنے بڑھے ہیں، ہمارے ہاتھوں سے کتنوں پر ہم نے ظلم کیا ہے، ہماری زبان کی کتنی ہم نے حفاظت کی ہے؟ اگر ہم تاجر ہیں تو اپنی

ماہ رمضان انتہائی عظیم الشان بابرکت اور مقدس مہینہ ہے، نیکیوں کا موسم بہار ہے، اس ماہ کی آمد سے پہلے ہی مسلمانان عالم کے دلوں میں متنوع اعمال خیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو رب سے بخشوانے کی تمنا و آرزو ہوتی ہے، ماہ مبارک کا چاند طلوع ہوتے ہی ہر بندہ مؤمن کو روحانی خوشی و مسرت حاصل ہوتی ہے، بڑے خوش نصیب اور لائق مبارکباد ہیں وہ بندے جو اس مہینے کی عظمت کو سمجھ کر اس کے ایک لمحے کی قدر کرتے ہوئے اپنے آپ کو نیکیوں میں مصروف رکھتے ہیں اور اپنی مغفرت اور کامیابی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دیگر مہینوں کی طرح فواحش و لغویات اور منکرات و سینات میں ڈوبے رہتے ہیں اور انہیں اس ماہ مبارک کی عظمت کا تصور نہیں ہوتا ہے، ذیل کے سطور میں مقصد رمضان روزہ اور چند اہم فوائد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ہم قیامت کے دن کامیاب اور بابراد روزے داروں میں شمار ہو سکیں اور ناکام و نامراد اور بدنصیب روزے دار نہ قرار پائیں، اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

(۱) تقویٰ کا حصول: اس ماہ مبارک میں ایک مہتمم بالشان عمل روزہ ہے جو اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک عظیم رکن ہے، ماہ رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے روزے کی مقصدیت کو بھی واضح کیا ہے تاکہ اہل ایمان روزہ رکھتے ہوئے اس کے عظیم مقصد سے غافل نہ ہوں، فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرة: ۱۸۳] اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ مقصد روزہ تقویٰ ہے، یہی نہیں بلکہ اسلام کی دیگر اہم عبادات کا بنیادی مقصد تقویٰ ہی ہے اور تقویٰ تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے، تمام نیکیوں کے چشمے اسی سے پھوٹتے ہیں اور اسی کے ذریعہ ایک انسان اپنے آپ کو ناجائز خواہشات اور ہر قسم کے منکرات سے بچا سکتا ہے کیونکہ روزہ نام ہے جملہ محرمات و فواحش سے رکنے کا، ہر طرح کی خواہشات نفسانی سے بچانے کا اور ہر قسم کی اخلاقی گندگیوں سے دور رہنے کا، الغرض تمام شعبہ ہائے زندگی میں تقویٰ کا حصول ہی مقصد روزہ ہے، اس عظیم مقصد کے حصول میں ہم کامیاب ہو گئے تو رب کی طرف سے کامیابی کا وعدہ ہے اور اگر ناکام رہے تو سمجھئے بڑے خیر سے محروم ہو گئے۔

(۲) گناہوں کی مغفرت: روزوں کا ایک عظیم مقصد ہمارے گناہوں کی مغفرت بھی ہے، ویسے تو ماہ رمضان گناہوں کی مغفرت کا مہینہ ہے اگر اس مہینے کو پا کر بھی ہم اپنے گناہوں سے پاک صاف نہ ہو سکیں اور اپنی مغفرت نہ کرا سکیں تو ہم



روزے کا معاملہ دیگر نیکیوں سے مختلف ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا میری وجہ سے ہی وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور یقیناً اس کے منہ کی بول اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ ذرا اندازہ کریں روزوں کے اجر و ثواب پر جس کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور خصوصی اجر کا وعدہ کیا ہے۔

(۳) جنت میں داخلہ اور جہنم سے آزادی: روزہ وہ پاکیزہ عمل ہے جس پر اللہ نے صرف جنت کا ہی وعدہ نہیں کیا بلکہ جنت میں روزہ داروں کے لئے خصوصی دروازہ تیار کر رکھا ہے جس سے داخلے کا شرف صرف روزہ داروں کو حاصل ہوتا ہے ایک انسان کے لئے آخرت میں سب سے بڑی کامیابی یہی ہوگی کہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے اور جہنم کی آگ سے بچا لیا جائے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ ذُخِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ [آل عمران: ۱۸۵] پس جو شخص آگ سے بچا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور حدیث میں ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان فی الجنة بابا یقال له الریان یدخل منه الصائمون یوم القیامة لا یدخل منه احد غیرہم [بخاری: کتاب الصوم] جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے جس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اس دروازہ سے کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لہ عند کل فطر عتقاء و ذلک فی کل لیلۃ [ابن ماجہ: کتاب الصیام] اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔ اسی طرح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من عبد یصوم یوما فی سبیل اللہ الا باعد اللہ بذلک الیوم وجہہ عن النار سبعین خریفا [بخاری: کتاب الجہاد و السیر، مسلم کتاب الصیام] جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کاروزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔

(۵) اخلاقی تربیت: روزہ کے ذریعہ ایک انسان اپنے اخلاق کو سنوارتا ہے، جنسی خواہشات پر قابو پاتا ہے، اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل انی صائم [بخاری: کتاب الصوم] جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور و غل کرے پس اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔ اس کے برخلاف جو روزہ رکھ کر بھی اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتے تو ان کے لئے یہ وعید سنائی کہ ان کے روزے کا کوئی فائدہ نہیں وہ قیامت کے دن روزے کے اجر سے محروم ہو جائیں گے، فرمایا: من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی

تجارت پر غور کریں آیا ہماری تجارت اسلامی اصولوں پر قائم ہے یا اسلامی اصولوں سے ہٹ کر ہم تجارت کر رہے ہیں، ہماری تجارت میں کہیں دھوکہ دہی تو نہیں ہے، ناپ تول میں کمی تو نہیں ہے، ہماری تجارت کہیں ہمیں اللہ کے ذکر سے غافل تو نہیں کر رہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض جائزہ لیں کہ ہمارا سلوک ہمارے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا ہے، والدین، اعزاء و اقارب، بیوی بچوں، بھائی بہنوں اور پڑوسیوں کے ساتھ کیسا ہے؟ اس لئے کہ یہ وہ حقوق ہیں جن کی ادائیگی بیکرد ضروری ہے، ان کی ادائیگی میں معمولی کوتاہی سے بھی روزوں کا اجر و ثواب ضائع ہو سکتا ہے اور رب کی ناراضگی لازم آتی ہے۔

محترم قارئین: اے گناہوں میں ڈوبے ہوئے لوگو! اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، اے وہ لوگو جن کے دامن گناہوں کی گندگی سے آلودہ ہیں، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، اس ماہ مبارک میں بہترین موقع ہے اپنے آپ کو بدلنے کا، اپنے نفس کی تطہیر و تزکیہ کا، اپنے دامن کو پاک و صاف کرنے کا، اللہ ایسے بندوں کو دعوت دے رہا ہے، فرمایا: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [الزمر: ۵۳]

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔ ہمارے لئے نبی کا اسوہ کافی ہے، آپ معصوم عن الخطاء ہونے کے باوجود دن اور رات میں سو مرتبہ استغفار کرتے ہیں اور خطا کا کرامت کو یہی تعلیم دیتے ہیں فرمایا: یا ایہا الناس توبوا الی اللہ واستغفروہ فانی اتوب فی الیوم مائۃ مرۃ [مسلم، کتاب الذکر] اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو، میں بارگاہ الہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ اس لئے ابھی بھی وقت ہے:

صرف احساس ندامت ایک سجدہ اور چشم تڑاے خدا کتنا آساں ہے منانا تجھ کو

(۳) بے شمار اجر و ثواب: حدیث قدسی میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ [بخاری: کتاب الصوم] انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، اور مسلم کی روایت میں ہے کہ: کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالها الی سبعۃ ضعف، قال اللہ تعالیٰ: الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطرہ و فرحة عند لقاء ربہ و لخلوف فیہ اطيب عند اللہ من ریح المسک [مسلم: کتاب الصیام] ہر انسان کے (نیک) عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر

سے کہیں زیادہ باعث خیر ثابت ہوتا اور سال بھر مساجد اللہ کے ذکر سے معمور رہتیں۔

(فلیتفکروا ولیتدبروا)

محترم قارئین: مندرجہ بالا سطور میں بطور نمونہ چند اہم فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے ہمیں ان فوائد پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کو کتنے امتیازات و خصوصیات بخشے ہیں اور اس ماہ مبارک میں کتنے عظیم فوائد ہیں ہمارے لئے، دراصل ماہ رمضان کے یہی اصل مقاصد ہیں کہ ہم ان فوائد و ثمرات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں

اور خوش نصیب روزے داروں میں شمار ہوں نہ کہ بد نصیبوں میں سچ کہا شاعر نے

اللہ کے احکام کی تکمیل ہے لوگو یہ فائدہ کشی مقصد رمضان نہیں ہے

**دعوت فکر و عمل:** ہر انسان کو غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں اس کے وجود کا

مقصد کیا ہے، اور وہ اپنے مقصد کے حصول میں کتنا کامیاب ہے، دنیا کی زندگی یہ چند روزہ ہے آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے، موت برحق ہے، قیامت برحق ہے، جنت و جہنم برحق ہیں، ہمیں سب پر کامل یقین ہونا چاہئے اور اللہ کی طرف سے دیئے گئے ان قیمتی لمحات سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور آخرت کا توشہ جمع کرنا چاہئے اور ہمیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کی رحمت اپنے بندوں پر بڑی وسیع ہے شرط یہ ہے کہ بندہ اس کی طرف سچے دل سے تائب ہو، اللہ نے فرمایا: ﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے،

حدیث قدسی میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذا تقرب العبد الی

شبرا تقربت الیہ ذراعا واذا تقرب الی ذراعا تقربت منه باعا واذا

أتانى یمشی أتیتہ ہرولة [بخاری: کتاب التوحید] جب بندہ میری طرف

ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ذراع (ایک ہاتھ یا ایک

بازو) قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس

کی طرف دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں

اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نعمتان

مغبون فیہما کثیر من الناس الصحة والفراغ [بخاری: کتاب الرقاق] دو

نعمتیں ہیں، اکثر لوگ (ان کے غلط استعمال کی وجہ سے) خسارے اور گھائے میں

رہیں گے، صحت اور فراغت۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ماہ رمضان کی قیمتی گھڑیوں سے

خوب فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو اعمال خیر میں مصروف رکھیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان بصحت و سلامتی نصیب فرمائے، اس کے

فوائد و ثمرات کو مکافئہ حاصل کرنے اور اس کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق بخشے اور

ہمیں خوش نصیب روزے داروں میں بنائے۔ آمین

☆☆☆

أن یدع طعامہ وشرابہ [بخاری: کتاب الصوم] جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

(۶) **شب قدر کا حصول:** ماہ رمضان کی تقدس اور عظمت کا ایک

عظیم پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ نے اس مہینے میں ایک ایسی رات رکھی ہے جس کی عبادت

ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ

الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ

الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ

الْفَجْرِ﴾ (القدر: ۱-۵)۔ یقیناً اسے ہم نے شب قدر میں نازل فرمایا، تو کیا سمجھا کہ

شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (میں ہر کام) کے سر

انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں، یہ

رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)، اور حدیث

میں ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان هذا الشهر قد حضر کم وفيه ليلة خیر من

ألف شهر من حرّمها فقد حرم الخیر کلہ ولا یحرم خیرھا الا کل

محروم [ابن ماجہ: کتاب الصیام] یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات

ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس (کی

سعادت حاصل کرنے سے) محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا، نیز فرمایا: لیلۃ القدر

کی سعادت سے صرف بے نصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ کہ شب قدر کے

حصول کے لئے جب آپ رمضان کے آخری عشرے میں داخل ہوتے تو اپنے آپ

کو اللہ کی عبادت کے لئے وقف کر دیتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر أحمیا اللیل

وأیظأہلہ وشد المنزور [بخاری: کتاب فضل لیلۃ القدر، مسلم کتاب

الاعتکاف] جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے

لئے) کمر کس لیتے۔ لیکن افسوس صد افسوس! آج ہمارے معاشرے میں شب قدر

کے حصول کے لئے شب بیداری کا عجب و غریب ماحول ہوتا ہے، شب بیداری

ہوتی ہے مگر گلی کوچوں اور سڑکوں پر شور وغل اور دوستوں کے ساتھ گپ شپ کرتے

ہوئے، شب بیداری ہوتی ہے قسم قسم کے پکوان تیار کرنے میں، اس سے زیادہ

افسوسناک بات تو یہ ہے کہ ان راتوں کو یگانہ بازی و غلط و تقریر کی رات سمجھی جاتی ہے،

خصوصی مقررین کو دعوت دی جاتی ہے اور پرزور تقاریر ہوتے ہیں اور اسی کو اصل

عبادت سمجھا جاتا ہے، اور لکھ فکریہ یہ ہے کہ جتنی بڑی مسجد ہوتی ہے اتنا بڑا مقرر منتخب

کیا جاتا ہے، یہ سب کچھ تذکیر کے لئے نہیں بلکہ وقت گزاری کے لئے ہوتا ہے اور

اس پر مسجد کی ایک خطیر رقم صرف کی جاتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ ماہ رمضان میں

مسجدوں کے اخراجات اتنا زیادہ ہو جاتے ہیں کہ اگر اسے سال بھر کے خطبات جمعہ،

یومیہ دروس اور بچوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کر دیا جائے تو کافی ہو جائے جو اس

## فتنوں سے محفوظ رہنے کے اصول و ضابطے

دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا، یعنی اللہ تعالیٰ ہر فتنہ و مصیبت اور دنیوی و اخروی برائی سے اس کے لئے راستہ نکال دے گا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا“ (الطلاق: ۴) ترجمہ: ”اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے (ہر) کام میں آسانی کر دے گا۔“ انجام کار ہمیشہ متقی و پرہیزگاروں کے لئے ہی ہے۔

تالبعین کے زمانے میں جب فتنوں کا زور بڑھا تو خیر خواہوں کا ایک گروہ حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا فتنوں کا دور دورہ ہے ہم ان سے کیسے محفوظ رہیں؟ فرمایا: ان سے تقویٰ و پرہیزگاری کے ذریعہ بچو۔ لوگوں نے دریافت کیا تقویٰ کی وضاحت فرمائیے۔ فرمایا: ”اللہ کے تقویٰ کا مطلب ہے، اللہ کے احکام کی روشنی میں اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرنا اور اللہ کے احکام کی روشنی میں اس کے عذاب کے ڈر سے اس کی نافرمانی سے بچنا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا تقویٰ صرف ایک کلمہ نہیں ہے کہ اس کو زبان سے ادا کر لیا تو تقویٰ حاصل ہو گیا کوئی دعویٰ نہیں کہ کوئی بھی دعویٰ کرتا پھرے، بلکہ اللہ کا تقویٰ کا مطلب ہے کوشش، اللہ کی اطاعت کے ساتھ نفس کی خیر خواہی کرنا اور جن کاموں سے اللہ خوش ہوتا ہے ان کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل کرنا۔ خاص طور پر فرائض و واجبات کو بجالایا جائے، اور معصیت و گناہ کے کاموں سے دور رہا جائے۔ جس کا یہ رویہ ہوگا وہ اللہ کے حکم سے اچھے انجام اور حسن خاتمہ کا حقدار بن جائے گا۔

**قرآن و حدیث کو لازم پکڑنا:** فتنوں سے بچنے کے ضابطوں میں ایک اہم ضابطہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو لازم پکڑنا اور انہیں مضبوطی سے تھامنا بھی ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا عزت و شرف اور دنیا و آخرت میں نجات و فلاح کا راستہ ہے۔ امام دارالہجرۃ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ”سنت نبوی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس کی سواری چھوڑ دی وہ غرق ہو کر ہلاک و برباد ہو گیا۔“ جس نے سنت کی حکمرانی تسلیم کر لی وہ حکمت و دانائی ہی کی بات کرے گا اور فتنوں سے محفوظ رہے گا نیز دنیا

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان السعید لمن جنب الفتن“ (ابوداؤد) ترجمہ: ”نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا۔“ بہت سے غیرت مند اور خیر خواہ جو اپنے لئے بھلائی و سعادت اور امت کے لئے بلندی و رفعت کے متمنی و خواستگار ہوتے ہیں باہم سوال کرتے ہیں کہ سعادت و نیک بختی کیسے حاصل ہو؟ اس اعلیٰ مقصد میں کامیابی کیسے ملے؟ فتنوں سے کیسے محفوظ رہا جائے؟ اور ایک مرد مسلمان ان سے، ان کے نقصانات، برائیوں اور خطرات سے کیسے محفوظ رہے؟ کیونکہ ایک پکاسچا، غیرت مند اور خیر خواہ مسلمان اپنے، اپنی امت اور مومن بندوں کے لئے خیر خواہی سے کم کچھ بھی نہیں چاہتا۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق بنا چاہتا ہے: الدین النصیحة قلنا لمن؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم۔ (مسلم) ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے دریافت کیا کہ خیر خواہی کس کے لئے؟ فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے پیشواؤں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔“ اپنے اور غیر کے لئے خیر خواہی کا تقاضہ ہے کہ بندے کو فتنوں سے بچایا جائے، ان سے دور رہنے کی کوشش کرے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرے۔ کسی طرح بھی ان میں نہ پڑے اور ظاہری و باطنی فتنوں کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرتا رہے۔ اس موقع پر میں کچھ اہم نفاط، بڑی بنیادی باتوں اور مضبوط ضابطوں پر متنبہ کر رہا ہوں جن کی رعایت اور انہیں لازم پکڑ کر اگر اللہ نے چاہا تو ان فتنوں سے انسان چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔

**اللہ تعالیٰ کا ڈر و خوف:** فتنوں اور ان کے شر و ضرر سے بچنے کے لئے سب سے اہم چیز اللہ کا تقویٰ ہے۔ ظاہر و باطن، موجودگی و غائبانہ میں پرہیزگاری کو لازم پکڑا رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“ (الطلاق: ۲، ۳) ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی

واخرت کی بھلائیاں اسے حاصل ہوں گی۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد جو زندہ رہے گا وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا۔ ایسی صورت میں تمہارے لئے لازم ہے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے رہنا، اسے مضبوطی سے تھام لینا اور ڈاڑھ سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے ایجاد کردہ کاموں سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا کیونکہ (ثواب کی نیت سے کیا گیا) ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ اختلاف کے وقت فتنے سے سلامتی اور حفاظت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے، بدعتوں اور خواہشات نفس کی پیروی سے دور رہنے اور سنت نبوی کو اپنی تمام حرکات و سکنات، اٹھنے بیٹھنے وغیرہ تمام امور میں حاکم و فرماں روا بنانے سے ہی ہوگی۔ جس کا یہ کردار ہوگا وہ اللہ کے حکم سے ہر برائی، مصیبت اور فتنے سے محفوظ رہے گا اس کے برعکس جو نفس کی لگام ڈھیلی چھوڑے رہے گا وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے بندگان الہی کے لئے بھی مصائب و مشکلات کو دعوت دے گا۔

**نرمی اور بردباری:** فتنوں سے بچنے کا ایک بڑا ضابطہ، نرمی و بردباری، جلد بازی سے احتراز اور انجام پر نظر بھی ہے۔ کیونکہ جلد بازی کبھی بھی بھلائی کا پیش خیمہ نہیں بن سکتی۔ جبکہ نرمی اور بردباری میں بھلائی اور برکت ہوتی ہے۔ جو معاملات میں جلد باز اور تصرفات میں تیز طرار ہوگا وہ کبھی بھی لغزش سے محفوظ اور انحراف اور غلطی میں پڑنے سے نہیں بچ سکتا اس کے برعکس جو بردبار، نرم مزاج اور مہربان ہوگا جلد بازی، لاپرواہی اور ہابلا سے دور رہے گا، انجام پر اس کی نظر ہوگی، غور و فکر سے کام لے گا، وہ اللہ کے حکم سے بہترین انجام تک پہنچ جائے گا اور دنیا اور آخرت دونوں ہی میں سعادت اور نیک بختی سے ہمکنار ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب معاملات مشتبہ و غلط ملط ہو جائیں گے۔ ایسے وقت تم تسلی اور صبر و ضبط سے کام لینا کیونکہ بھلائی کا پیروکار بننا اس سے بہتر ہے کہ جلد بازی میں برائی کے سردار بن جاؤ۔“ جو شخص امور کی انجام دہی میں عجلت و جلد بازی سے کام لے گا اور نرمی و بردباری کے راستے سے دور ہو جائے گا، اپنے اوپر اور دیگر بندگان الہی پر بھی وہ برائی اور مصیبت کا دروازہ کھولے گا جس کا گناہ اس کے کندھوں پر ہوگا اور اس کا برا انجام اسے جھیلنا ہی پڑے گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بھلائی کی چابی اور برائی کا تالا بننے ہیں

جبکہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جو برائی کی چابی اور بھلائی کا تالا بن جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے اچھائی و خوشخبری ہے جن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ بھلائی کے کام کرادے اور جن کے ہاتھوں سے برائی کے کام انجام پائیں، ان کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔ (ابن ماجہ)

عقل مند انسان، چوکنا و ہوشیار رہتا ہے اور انجام پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ وہ بردبار، نرم طبیعت، محتاط ہوتا ہے جبکہ عجلت و جلد بازی سے دور رہتا ہے۔ کیونکہ جلد بازی اور تیزی انجام بد، برے نتائج اور تکلیف دہ نقصانات لے کر آتی ہے۔

### مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی: فتنوں سے بچنے کا

ایک اہم ضابطہ یہ بھی ہے کہ فرقت و اختلاف سے دور رہا جائے۔ کیونکہ تفرق و انتشار برائی اور اجتماعیت و اتحاد رحمت ہے۔ اجتماعیت سے مسلمانوں کی وحدت، ہیبت و جلال اور باہمی رابطے حاصل ہوتے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری کی بنیاد پر باہمی تعاون حاصل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں دنیوی و اخروی سعادت و نیک بختی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اختلافات بہت سی برائیوں اور بے شمار نقصانات کو جنم دیتے ہیں اور ایسی ایسی مصیبتیں پیش آتی ہیں جن کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا جماعت کو لازم پکڑے رہنے اور افتراق و انتشار سے بچنے کی وصیت فرمائی ہے، ارشاد ہے: جماعت رحمت ہے جبکہ تفرقہ بازی عذاب ہے۔“ نیز فرمایا: ”جماعت کو لازم پکڑو اور تفرقہ بازی سے بچو۔“ ایک موقع پر فرمایا: ”جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“ ایک اور موقع پر فرمایا: ”اختلاف نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے کے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک و برباد ہو گئے۔“

### پختہ کار علماء کی بات کا اعتبار: فتنوں سے محفوظ رہنے

اور برائی سے بچنے کے لئے ایک بہت بڑا اصول و ضابطہ جس کی رعایت کرنا نہایت ضروری ہے یہ ہے کہ پختہ کار علماء کرام اور محقق اماموں کی بات لی جائے اور نوعمر، نو آموز طالبین علم جن کے پاس بہت معمولی علم ہے ان کی باتوں کو قابل توجہ نہ سمجھا جائے۔ کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔“ ان بڑوں میں برکت ہے جن کا علم پختہ، تجربہ زیادہ، علم، دانائی، بردباری، وقار اور نتائج پر گہری نظر کی بنیاد پر امت میں ان کا مقام و مرتبہ بلند ہے۔ انہیں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(باقی صفحہ نمبر ۲ پر)

## قیام امن عالم میں مملکت سعودی عرب کا کردار

محمد فرقان عبدالحفیظ مدنی  
ریاض، سعودی عرب

خَوْفٌ“ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن وامان دیا (قریش: ۴) امن وامان کے ذریعہ اتحاد و اتفاق پیدا ہوتا ہے، زندگی میں بہاریں آتی ہیں، رزق میں کشادگی ہوتی ہے، علم و ہنر میں اضافہ ہوتا ہے، علماء اور امت کے درمیان روابط پیدا ہوتے ہیں، افراد معاشرہ کے درمیان تعلقات قائم ہوتے ہیں، لوگوں کی آراء میں یکسانیت پیدا ہوتی ہے، انس و محبت میں اضافہ ہوتا ہے، نفع بخش چیزوں کا تبادلہ ہوتا ہے اور تمام رسم و رواج اطمینان کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ ماضی کے تمام ادوار میں لڑائی جھگڑا، قتل و غارتگری، مال و متاع کو حاصل کرنے کے لئے زور آزمائی کی گئی اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی بھرپور جدوجہد کی جس کے نتیجے میں امن و شانتی عارت ہو گئی، خوف و انتشار کا ماحول پیدا ہوا یہاں تک کہ خون کی ندیاں بہائی گئیں، ان تمام بیماریوں کا حل یہ ہے کہ تمام ممالک کے عقلاء اور حکماء کو مصالحت اور اتحاد و اتفاق کی دعوت دی جائے حوار اور بات چیت کے لئے ذہن سازی کی جائے، شدت پسندی اور انتہا پسندی سے دور رہنے کی تلقین کی جائے تاکہ ساری دنیا میں امن و سلامتی کو عام کیا جاسکے اور تمام اقوام عالم کو محبت کی لڑی میں پرویا جاسکے۔

**دوسری فصل: قیام امن عالم میں مملکت سعودی عرب کا کردار:** سعودی عرب کا شمار اقوام متحدہ کے قیام میں اس کے اولین اعضاء میں ہوتا ہے، جب ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ کا قیام عمل میں آیا تبھی سے سعودی عرب کو اس کی رکنیت حاصل ہوئی لہذا سعودی عرب کی خارجی سیاست اور اہداف میں سے ہے کہ خارجی اہداف کو نافذ کرنے کے لئے وہ طاقت اور قوت کا استعمال نہ کرے لیکن اسی کے ساتھ اپنے حق کا دفاع مناسب طریقہ سے کرے اور یہ بین الاقوامی ضابطہ کے عین موافق ہے، اور سعودی عرب کے اصول میں سے ہے کہ وہ پڑوسی ممالک کے حقوق کا خیال رکھے اور دوسرے ممالک کے داخلی امور میں دخل اندازی نہ کرے اور دوست ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے اور یہ اس وجہ سے کہ سعودی عرب کا عالمی اور اسلامی دنیا میں ایک اپنا نمایاں مقام ہے اور اس نے بین الاقوامی امن و سلامتی کو قائم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سعودی عرب نے عالمی امن و سلامتی کو قائم کرنے میں مختلف زمانے اور مختلف اوقات میں اور مختلف ممالک کے ساتھ علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر اہم اور نمایاں کردار ادا کیا ہے جیسے لبنان کی خانہ جنگی کو ختم کرنے کے لیے لبنان کے تمام گروہ کو جمع کیا اور طائف میں ۱۹۹۱ء میں امن کانفرنس کرائی جو ”اتفاق طائف“ کے نام سے مشہور ہے

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے جس کا منبع مملکت سعودی عرب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ہمیں آپ نبی و رسول بنائے گئے، تیرہ سال مسلسل توحید کا پیغام عام کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور اکثر شرعی احکام مدینہ منورہ میں مشروع ہوئے اور مدینہ منورہ دارالاسلام کا دارالسلطنت قرار پایا۔ سعودی عرب نے اپنی یوم تاسیس سے ہی قرآن و حدیث کو اپنا دستور قرار دیا ہے، اللہ کے فضل و کرم سے مملکت سعودی عرب نے اپنے دور اول سے اسلام کا پیغام جو کہ امن و سلامتی سے عبارت ہے قولاً و عملاً ساری دنیا کے سامنے پیش کیا، اسلام ہی وہ مذہب ہے جو پوری دنیا اور سارے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے امن و سلامتی، عدل و انصاف، محبت و الفت کا اصول و ضابطہ رکھتا ہے، اور اس کی جیتی جاگتی اور بولتی ہوئی تصویر مملکت سعودی عرب ہے جس نے بین الاقوامی تمام امن و سلامتی اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے اتفاقات پر صرف دستخط نہیں کیا بلکہ روز اول سے ہی اس کا رکن رکن اور مالی تعاون میں صف اول میں رہا ہے، خود سعودی عرب کی سر زمین پر دنیا بھر سے آئے ہوئے تمام مذاہب کے لوگ بستے ہیں اور وہ سعودی عرب کی سر زمین پر امن وامان کے ساتھ رہتے ہیں، ان کی جان و مال، عزت و آبرو تمام چیزیں محفوظ ہوتی ہیں، اور وہ دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں، اس لئے کہ اس ملک میں شرعی قانون نافذ ہے اور شریعت اسلامیہ تمام لوگوں کے حقوق کا محافظ ہے۔ اللہ تعالیٰ سعودی عرب کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

**پہلی فصل: امن و سلامتی کی اہمیت اور اس کی افادیت:** امن و سلامتی ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اس کے بغیر کوئی شخص دنیا کی کسی بھی نعمت سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا ہے، خواہ مال و دولت ہو یا آل و اولاد ہو یا منصب و تجارت ہو یا دنیا کی ساری نعمتیں ہوں، اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد یہ دعا کی ”وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا“ (ابراہیم: ۳۵) اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”أَوَلَمْ نُنَمِّكُنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا“ اور کیا ہم نے انہیں امن وامان اور حرمت والے حرم میں جگہ نہیں دی (القصص: ۵۷) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”الَّذِي أَطَعَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَأَمَنَهُمْ مِنْ“

سعودی عرب کو حقوق انسانی کمیٹی کا ممبر بنایا گیا جس میں ۵۴ ووٹوں میں سے سعودی عرب کو ۴۸ ووٹ ملے یہ اس بات کا بین اور واضح ثبوت ہے کہ سعودی عرب حقوق انسانی کا پاسبان ہے اور اس کا اعتراف امریکی سابق جج ڈاکٹر روبرٹ درینان نے کیا کہ جینوا کے اندر ”حقوق انسانی“ کمیٹی میں سعودی عرب کارکنیت حاصل کر لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سعودی عرب بین الاقوامی قانون کی پابندی کرتا ہے اور سعودی عرب کے اندر انسانی حقوق کو نافذ کرنے میں بین الاقوامی معیار پر کھرتا ہے، اسی طرح ڈاکٹر جوڈیٹ کبیر جو مشرق وسطیٰ ریسرچ سنٹر واشنگٹن کی صدر ہیں کہتی ہیں کہ یہ ممبر شپ سعودی عرب کے لئے باعث فخر ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سعودی عرب سیاسی، ثقافتی، اجتماعی اور انسانی حقوق کی تمام سطحوں پر ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ (المملكة العربية السعودية و حقوق الانسان: ۱۰۵) مملکت سعودی عرب نے پوری دنیا میں امن و امان پھیلانے کے لئے اسلامی تنظیمیں قائم کی ہیں اور اس کا اثر پوری دنیا پر پڑا ہے اس ضمن میں چند تنظیموں کا نام درج ذیل سطور میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

☆ وزارت برائے دینی امور و اوقاف اور دعوت ارشاد، جہاں اس وزارت نے داخل سعودی عرب کام کیا ہے وہیں خارج سعودی عرب دنیا کے سارے ممالک میں وسطیت اور اعتدال اسلامی دعوت کا قراقرظ اور وحدیث کی روشنی میں کر رہا ہے۔

☆ رابطہ عالم اسلامی: اس کا مرکزی دفتر مکہ مکرمہ میں ہے اور یہ تنظیم ساری دنیا میں اسلامی خیر و بھلائی اور خیر سگالی کے نظریات کو پھیلا رہی ہے۔

☆ الندوة العالمية للشباب الاسلامی: یہ تنظیم پوری دنیا کے نوجوانوں میں اسلامی بیداری پیدا کر رہی ہے وہیں ان کے ذریعہ پوری دنیا میں امن قائم کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔

☆ محو علیہ اور فتویٰ کی دائمی کمیٹی: یہ ادارہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے علمی فتویٰ جاری کرتی ہے اور ان کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

☆ مرکز اعلامی برائے قرآن کریم: جس کا مرکزی دفتر مکہ مکرمہ میں ہے اور یہ مرکز ساری دنیا کے مسلمانوں کی خدمت کرتا ہے جس سے اسلام کی وسطیت اور خیر سگالی کا جذبہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں پیدا ہوتا ہے۔

☆ مؤسسہ ملك فيصل الخيريہ

☆ مؤسسہ الحرمين الخيريہ

☆ (دور المملكة العربية السعودية في خدمة الاسلام: ۲۶۵)

تیسری فصل: دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سعودی عرب کا کردار: جب عالمی امن کا تذکرہ ہوتا ہے تو موجودہ وقت میں دہشت گردی کا ذکر خود بخود آجاتا ہے اس لئے کہ یہ امن کا سب سے بڑا دشمن اور اس کا قاتل ہے اور یہ وقت کا عظیم فتنہ ہے جس سے ساری دنیا دوچار ہے، اسی لئے مناسب سمجھا گیا کہ یہاں دہشت گردی کا ذکر کر دیا جائے کیونکہ سعودی عرب ان

اور جس کے نتیجے میں لبنانی قوم آج تک امن و سلامتی کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے۔ اسی طرح مغرب اور جزائر کے بیچ مملکت سعودی عرب نے ثالثی کا کردار نبھایا اور دونوں ممالک کے درمیان صلح کرائی اور الحمد للہ مصالحت کامیابی سے ہمکنار ہوئی، اسی طرح مملکت سعودی عرب نے فلپائن کی حکومت اور فلپائنی مسلمانوں کے بیچ مصالحت کرائی اور دونوں کے درمیان موجود نفرت و عداوت کو کم کرنے میں مدد کی ہے۔ اسی طرح ملک عراق کے سنی اور شیعہ علماء کو صلح کی دعوت دی اور دونوں فرقوں کے علماء کے درمیان ایسے صلح نامہ پر دستخط کئے جس سے خونریزی کو روکنے میں مدد ملے، اسی طرح فلسطینی اتھارٹی اور حرکت حماس کے درمیان مصالحتی کانفرنس کرائی، فلسطینی گروپوں کے درمیان مصالحتی کانفرنس کرائی، اسی طرح صومالیہ کے گروپوں کے درمیان صلح کرائی۔

اسی طرح دنیا کے مختلف قوموں اور مذاہب کے درمیان حوار اور ڈیالگ کو فروغ دینے کی غرض سے بین الاقوامی سطح پر (مرکز الحوار العالمی بین اتباع الاديان والثقافات) تمام ادیان اور ثقافات کے درمیان ڈیالگ کا عالمی عظیم مرکز قائم کیا اور اس مرکز کا ہدف شدت پسندی اور انتہا پسندی کا خاتمہ کرنا، درمیانہ روی اور اعتدال کو فروغ دینا، خلیج عرب کے امن و امان کے لئے سعودی عرب نے مجلس تعاونی برائے خلیجی عرب ممالک کے لئے ایک اہم تعاونی اور دفاعی تنظیم ۱۹۸۱ء میں تشکیل دی اور اس کی تاسیس میں اہم رول ادا کیا جس کا دفتر شہر ریاض میں ہے اس کے اعضاء ممالک یہ ہیں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارت، عمان، بحرین اور قطر (السياسة الخارجية السعودية: ۶۵)

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ سے لے کر ان کے بعد آنے والے سارے عہود میں مملکت سعودی عرب قضیہ فلسطین کو اجاگر کرنے اور فلسطینیوں کو ان کا حق دلانے میں پیش پیش رہا ہے جیسا کہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول ہے: میں فلسطین کی خدمت صرف قضیہ فلسطین کے حل کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس ایمان کے ساتھ خدمت کر رہا ہوں کہ اس سے دین کا دفاع کرنا ہے جب کہ قضیہ فلسطین سارے عرب کا قضیہ ہے ایک موقع سے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے امریکی اپیلی سے جدہ میں کہا میرے لئے یہ باعث شرف ہے کہ میں میدان جہاد میں یہود کے ساتھ لڑتے ہوئے فلسطین کے دفاع میں شہید ہو جاؤں (دور المملكة العربية السعودية في خدمة الاسلام: ۳۸۱) عالم انسانیت میں امن و امان قائم کرنے میں حقوق انسانی کا اہم رول ہے اس ضمن میں جتنے بھی اتفاقات اقوام متحدہ کے زیر نگرانی ہوئے ان سارے اتفاقات پر مملکت سعودی عرب نے دستخط کئے ہیں اس ضمن میں جینوا میں منعقد ہونے والے حقوق انسانی کانفرنس میں پیش پیش رہے، مالی مدد کی، وکلاء اور قاضیوں کی رہنمائی کی اور اسلام میں انسانی حقوق کے اقدار سے متعارف کرایا جیسے بچوں کے حقوق، عورتوں کے حقوق، انسانوں کے بنیادی حقوق وغیرہ اس ضمن میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۳ء کے درمیان اقوام متحدہ کے زیر نگرانی

امن عالم کو متبہ و متبہ کرنے والے ہیں اس کی روک تھام کے لئے بین الاقوامی سطح پر جو بھی اتفاق اور عہد و پیمانہ ہوئے ہیں ان سارے اتفاقات اور عہد و پیمانہ پر اپنی مہر ثبت کی ہے جن میں سے چند اتفاقات کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جا رہا ہے۔

☆ ۱۹۶۳ء میں جاپان کی راجدھانی ٹوکیو میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”ہوائی جہاز کے اندر انجام پانے والے جرائم کی روک تھام کے قوانین“

☆ ۱۹۷۰ء میں لاہائی میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”ہوائی جہاز کو ہائی جیک کرنے والے جرائم کی روک تھام کے قوانین“

☆ ۱۹۷۱ء میں مونتریا میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”بین الاقوامی سول ایویشن کی سلامتی کے خلاف انجام پانے والے جرائم کی روک تھام کے قوانین“

☆ ۱۹۷۳ء میں نیویارک میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”بین الاقوامی حمایت یافتہ ڈپلومیٹ افراد کے خلاف انجام پانے والے جرائم کی روک تھام کے قوانین“

☆ ۱۹۸۸ء میں روم میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”بین الاقوامی سمندری راستہ سے سفر کرنے والے کے خلاف انجام پانے والے جرائم کی روک تھام کے قوانین“

☆ ۱۹۹۹ء میں نیویارک میں منعقد ہونے والا اتفاق جس کا عنوان تھا ”بم کے ذریعہ حملہ ہونے والے دہشت گردانہ جرائم کی روک تھام کے قوانین“

اس کے علاوہ بے شمار اتفاقات ہیں جس پر مملکت سعودی عرب نے دستخط کیے ہیں بلکہ سعودی عرب نے امن عالم کے سلامتی کی کوششوں کو صرف سراہا ہی نہیں ہے بلکہ ان کوششوں میں پیش پیش رہا ہے۔ (السلکیہ ویب سائٹ سے ماخوذ: ۱-۳) گوکہ سعودی عرب نے بین الاقوامی ہر پلیٹ فارم سے باواز بلند یہ اعلان کیا ہے کہ مملکت دہشت گردی کے خلاف ہے اور اس نے ہر موقع پر دہشت گردی کے خلاف دامے درے اور سخنے دنیا کے تمام ممالک کی مدد کی ہے اور خود اپنی سرزمین پر دہشت گردوں کو قدم رکھنے کا موقع نہیں دیا ہے اسی لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ سعودی عرب دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے قائدانہ صلاحیت رکھتا ہے اور دنیا کے تمام ممالک کی مدد کرنے کے لئے تیار ہے۔

**مصادر و مراجع** ☆ القرآن الکریم ☆ - دورة المملكة العربية السعودية فى خدمة الاسلام مؤلف: د/عبدالحکیم عبدالسلام المدنى، المطبوع: دار السلام بالرياض أولى ۲۰۰۳ م ☆ - السياسة الخارجية السعودية / مؤلف: د/یسری مهدی صالح، المطبوع: دار المجد لاوی للنشر والتوزیع عمان اردن ☆ - المملكة فى مواجهة الارهاب / تالیف: وزارة الاعلام المملكة العربية السعودية، المطبوع: دار القم للاعلام بالرياض ۱۴۳۱ هـ ☆ - المملكة العربية السعودية وحقوق الانسان / تالیف: د/عزت مراد سن الطباعة ۱۴۲۲ هـ

ممالک میں سرفہرست ہے جسے دہشت گردی کا سامنا ہے اور جرأت مندی سے اس مقابلہ بھی کر رہا ہے، جس کی بین الاقوامی سطح پر پذیرائی بھی کی گئی۔ سعودی عرب کے اساسی نظام میں مکتوب ہے کہ مملکت سعودی کا دین اسلام ہے اور اس کا دستور قرآن وحدیث ہے اور چونکہ قرآن وحدیث دہشت گردی کے خاتمہ کا حکم دیتے ہیں اسی لئے سعودی عرب نے علاقائی اور عالمی سطح پر اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تمام کوششیں کی ہے، سعودی عرب لیگ کے ابتدائی مؤسسین میں سے ہے جس کی تاریخ تاسیس ۱۳۶۲/۴/۸ھ اور اس میں پاس ہونے والے قرارداد پر سعودی عرب نے دستخط کیا اور سان فرانسسکو کانفرنس میں اقوام متحدہ کے تاسیسی بیثاق ۱۹۴۵/۵/۲۵ء میں دستخط کیا اور اسی اصول کا اظہار کرتے ہوئے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے تاریخی کلمات کہے دنیا کے تمام ممالک کے ہمارے اوپر حقوق ہیں اور ہمارے حقوق ان پر ہیں اور جو بھی عہد و پیمانہ ہمارے درمیان ہے ان کو پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ، إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا“ اور قول و قرار پورے کرو کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔ (بنی اسرائیل: ۳۴) (المملكة فى مواجهة الارهاب صفحہ ۱۲۹) اسی طرح مملکت سعودی عرب نے پوری دنیا میں ہونے والے دہشت گردی کے تمام مظاہر و اشکال کی صرف تردید ہی نہیں کی بلکہ تمام عالم کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف جنگ بھی لڑی اور دہشت گردی کے ہر واقعات کی تردید بھی کی۔ سن ۲۰۰۰ء میں مملکت سعودی عرب نے دہشت گردی کے خلاف اسلامی کانفرنس میں عہد و بیثاق پر دستخط کیا ہے۔ اور ملک سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے مکہ مکرمہ میں منعقد دہشت گردی کے خلاف کانفرنس میں تاریخی جملہ کہا: ”دہشت گردی حق وباطل کے درمیان فرق نہیں کرتی، کسی بھی عہد و پیمانہ کا خیال نہیں رکھتی، جرموں کی پامالی کرتی ہے اور تمام ممالک کے حدود میں داخل ہو چکی ہے اور محبت کرنے والوں کے بیچ فساد پیدا کر چکی ہے۔“

سن ۲۰۱۵ء میں کویت میں تنظیم برائے عالم اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کا عنوان تھا ”باہمی تعاون کو فروغ دینے اور دہشت گردی کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے مشترکہ نظریہ“ اور اس میں ۴۲ ممالک کے وزراء خارجہ نے شرکت کی تھی، اس کانفرنس میں سعودی عرب نے جو توصیات پیش کئے وہ امن عالم کے لئے نہایت کارگر توصیات تھے اور مملکت سعودی عرب نے بین الاقوامی دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ایک اسلامی حلیف ممالک کی تنظیم بنائی جس کی قیادت سعودی عرب خود کر رہا ہے جس سے دہشت گردی کی روک تھام میں بہت تقویت ملے گی اور اس کا مشترکہ آپریشن سینٹر سعودی عرب کی راجدھانی ریاض ہے اور اس کا عظیم مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام سمیت پوری دنیا میں امن وامان کو پھیلایا جائے اور دہشت گردی کی نسبت جو مذہب اسلام کی طرف کی جاتی ہے اس کا ازالہ کیا جائے کہ اسلام امن و اشتی کا مذہب ہے اور امن و سلامتی کا پیغامبر ہے۔ اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہوگا کہ مملکت سعودی عرب نے جو جرائم

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس بحسن و خوبی اختتام پذیر

کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک موقر اراکین عاملہ و ذمہ داران صوبائی جمعیات نے شرکت کی۔ ملک و ملت اور جماعت و انسانیت سے متعلق تجاویز زیر غور آئیں اور اہم فیصلے کئے گئے۔ طے پایا کہ ذیلی جمعیات رویت ہلال کا اعلان مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلان کے بعد ہی کریں گی۔

صحابہ کرام جو اس امت کے رعیل اول اور قرآن کریم کے اولین مخاطب تھے ہم ان کے منج کے امین ہیں۔ ان کے اندر خیر کثیر تھا اور وہ بہت ساری برکات کے حامل تھے۔ ان کے اندر اگر عدم مفاہمت کی کوئی صورت پیدا ہو جاتی تھی تو وہ اس کا فوراً تدارک بھی کر لیتے تھے اور آپس میں مل جاتے تھے۔ عصبیت جاہلیہ تو ان کے اندر تھی ہی نہیں۔ وہ اس بدبودار وائرس کو بالکل ہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ افسوس کہ یہ وائرس ہمارے درمیان بھی در آیا ہے۔ یہ ایسی بدبودار شئی ہے جو اخوت و انسانیت، دین و ایمان اور تنظیم و جماعت کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہے۔

امیر محترم نے اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں نظم جماعت کو بہر حال برقرار و مضبوط رکھنے پر زور دیا اور کہا کہ ہمارا کوئی بھی عمل نظم جماعت کو توڑنے والا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارا وجود جوڑنے کے لیے ہے توڑنے کے لیے نہیں۔ ہمیں اپنے سے بڑوں کا احترام کرنا چاہئے اور عزیزوں سے عفو و درگزر کرنے اور رحمت و شفقت کا معاملہ کرنا چاہئے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں بطور خاص مدارس و جامعات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ یہ مدارس و جامعات، جمعیت و جماعت کے کرنے کا ایک بڑا کام اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے تئیں اپنے اندر خیر خواہی کے جذبات پیدا کریں۔ ان کے معاون و مددگار بنیں اور توصیات کے اجراء میں آسانی پیدا کریں۔

خطاب امیر کے بعد ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جملہ شعبہ جات مثلاً شعبہ استقبالیہ، دفتری امور، شعبہ دعوت و ارشاد، شعبہ تعلیم و تربیت، شعبہ تنظیم، شعبہ نشر و اشاعت، میڈیا سبیل، مکتبہ ترجمان، شعبہ تعمیرات، شعبہ افتاء و مجلس تحقیق علمی، المعہد العالی للتخصص فی الدرر اسات الاسلامیہ، شعبہ رفاہ عامہ اور شعبہ قومی و ملی امور کے ذریعہ امیر محترم کی رہنمائی میں ہوئی پیش رفت اور سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی جس پر موقر حاضرین نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نے مرکزی جمعیت اہل

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مورخہ ۷ اپریل ۲۰۱۹ء کو زیر صدارت فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوا جس میں کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک سے موقر اراکین عاملہ و معزز ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث و مدعوین خصوصی شریک ہوئے۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

- (۱) خطاب امیر۔
- (۲) گزشتہ کارروائی کی خواندگی و توثیق۔
- (۳) رپورٹ ناظم عمومی۔
- (۴) رپورٹ ناظم مالیات اور جمعیت کے مالی استحکام پر غور و خوض۔
- (۵) مرکزی جمعیت کے تعمیراتی کاموں کی رپورٹ اور ان کے لیے مالیات کی فراہمی پر غور و خوض۔
- (۶) بعض اہم دعوتی و تنظیمی اور قومی و ملی مسائل پر غور و خوض۔
- (۷) دیگر امور بااجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز مقررہ وقت کے مطابق ٹھیک دس بجے صبح مولانا عبدالغنی عمری ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ پھر خطاب امیر کے تحت امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنے خطاب میں تمام حاضرین کا صمیم قلب سے استقبال کیا اور ان کی خدمت میں ہدیہ اہلا و سھلا و مرحبا پیش کیا اور دعوت و تبلیغ، تعلیم و تزکیہ، تقوی و للہیت، اتحاد و اتفاق، خیر سگالی، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی اور اسلام کی تعلیمات کو برادران وطن تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیا اور دہشت گردی و داعش کی کڑے لفظوں میں مذمت کی۔

امیر محترم نے اپنے فکر انگیز خطاب میں فرمایا کہ ہماری یہ مینٹگ انتہائی سنگین حالات میں منعقد ہو رہی ہے۔ آج امت و جماعت کے اندر بہت ساری عملی کوتاہیاں پائی جا رہی ہیں۔ موجودہ حالات بجاطور پران ہی کوتاہیوں کا نتیجہ معلوم ہوتے ہیں۔



گو ناگوں روابط اور سعودی عرب کی عظیم خدمات پر مشتمل ہے کا شمارہ پیش کئے جانے کو بنظر استحسان دیکھا گیا اور اسے سراہا گیا۔ اور میٹنگ کے اخیر میں ملک و ملت اور عالمی مسائل سے متعلق اہم اور انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد و تجاویز منظور کی گئیں۔ جن کا متن درج ذیل ہے:

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس اسلام کے عقیدہ توحید نیز اس کے محاسن کو پوری انسانیت تک پہنچانے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ اسلام رواداری، امن و شنتی، اخوت و بھائی چارگی، قومی یکجہتی، مساوات کا علمبردار اور انسانیت نوازی کا پیامبر ہے۔ عالمی سطح پر اسلامی عقیدہ اور تعلیمات کے بارے میں لوگوں میں جو بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پیدا کر دی گئی ہیں ان کے ازالے کے لئے امت مسلمہ کو بھرپور جدوجہد کرنی چاہیے۔ عالمی سطح پر منفی اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کے تناظر میں دنیائے انسانیت کو یہ بتایا جانا چاہیے کہ اسلامی عقیدہ باعث رحمت ہے اور وہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ لہذا عاملہ کا یہ اجلاس امت مسلمہ سے موجودہ حالات میں اپنی ذمہ داری کو موثر طریقہ سے ادا کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ماضی کے ناکام تجزیوں اور مذاکرات کی ناکامی کے باوجود بابرہی مسجد سے متعلق سپریم کورٹ کی تجویز کردہ مصالحت کار کمیٹی کے قیام کا خیر مقدم کرتا ہے۔ مرکزی جمعیت کی عاملہ کا یہ اجلاس امید کرتا ہے کہ عدالت عظمیٰ ہماری نئی نسل کو متعلقہ تنازعہ سے نکالنے کے لئے کوئی ٹھوس اور مستحکم راستہ نکالے گی اس لیے بیان بازی کے بجائے مصالحت کاروں کی کوششوں اور عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کا انتظار ہونا چاہیے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس پچھلے دنوں جموں و کشمیر کے پلوامہ میں دہشت گردانہ حملہ جس میں سی آر پی ایف کے ۴۰ سے زائد جوان جاں بحق ہو گئے اس کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے انتہائی افسوسناک، بدبختانہ، غیر انسانی اور بزدلانہ کارروائی قرار دیتا ہے اور ہلاک شدگان جوانوں کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس طرح کی دہشت گردانہ کارروائیوں کے خاتمہ کے لیے موثر اقدام کرے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس نیوزی لینڈ کی دو مسجدوں میں نماز جمعہ کے دوران دہشت گردانہ حملہ کی سخت مذمت کرتا ہے اور اس حملہ کو منصوبہ بند قتل عام قرار دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اس واقعہ کے بعد عالمی میڈیا کے دوہرے رویہ پر بھی اظہار تشویش کرتا ہے۔ اجلاس کا ماننا ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے، جو بھی کرے اس کے خلاف کڑی کارروائی ہونی چاہیے دہشت گردی کو مذہب کے خانوں میں بائٹنا کسی بھی طرح درست نہیں مغربی میڈیا نے اس واقعہ کی رپورٹنگ میں جو رویہ اپنایا، اس نے اس کے دوہرے کردار کو اجاگر اور صحافتی اصولوں کو داغدار کر دیا ہے۔ اس حملہ کے بعد نیوزی لینڈ کی حکومت، وہاں کے عوام

حدیث ہند کے شعبہ مالیات کی سالانہ رپورٹ اور شعبہ تعمیرات کے آمد و خرچ کا گوشوارہ پیش کیا۔ جس پر موقر حاضرین نے اطمینان و مسرت کا اظہار کیا۔ میٹنگ میں جمعیت کے کاموں کا بھی جائزہ لیا گیا اور آئندہ دعوتی، تعلیمی، تنظیمی، تعمیراتی اور رفائہی منصوبوں اور انسانی خدمات کو ہمیز دینے پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل کے تعمیراتی کاموں کی تکمیل اور اہل حدیث کمپلیکس میں زیر تعمیر کثیر المقاصد عمارت کے لئے ملکی سطح پر اہل خیر حضرات کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔ بعض صوبائی اور شہری جمعیتوں کے انتخابات غیر دستوری طور پر کرانے کی وجہ سے انہیں کالعدم قرار دیا گیا اور تائید کی گئی کہ وہ بہر صورت دستور کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے انتخابات مکمل کرائیں۔

میٹنگ میں اس مسئلہ پر بھی غور ہوا کہ پوری جمعیت کا ایک ہی کلیڈر ہونا چاہئے جسے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند شائع کرے۔ اسی طرح رویت ہلال کے سلسلے میں یہ طے پایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلان کے بعد ہی ذیلی جمعیات رویت ہلال کا اعلان کر سکتی ہیں۔ تاکہ اس حوالے سے فوضی انتشار سے افراد جماعت و ملت کو بچایا جاسکے۔ نیز اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی کہ ہمارے ادارے اپنے طور پر مجلس علماء نہ بنائیں۔ اور مرکزی جمعیت کی موقر کمیٹی کے ذریعہ اس کام کو انجام دیا جائے۔

عاملہ کے اجلاس میں گذشتہ دنوں پارلیامنٹ میں مولانا بدرالدین اجمل کی سلفیت سے متعلق الزام تراشی اور غلط بیانی کو افسوسناک قرار دیا گیا اور موصوف سے متعلقہ بیان کو مولانا بدرالدین اجمل کے حسب وعدہ پارلیمنٹ کی کارروائی سے ختم کرانے کے معاملہ کو بہت سختی سے لیا گیا اور زور دیا گیا کہ اسے وہ جلد از جلد ختم کرائیں۔ نیز مولانا بدرالدین اجمل کی ہرزہ سرائی اور بہتان تراشی کی تردید و ازالہ کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے بروقت حکیمانہ و جرأت مندانہ اقدام کی ستائش کی گئی اور جن تنظیموں اور شخصیات نے مولانا بدرالدین اجمل کا بروقت رد کیا اور ان کی مذمت کی، ان کی حق بیانی کو سراہا گیا اور دین و ملت اور شریعت کی دہائی دینے والی اور اس کے نام پر بلند بانگ دعوے کرنے والی تنظیموں اور شخصیات کی خاموشی پر تعجب اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔

علاوہ ازیں سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کے دورہ ہند کا خیر مقدم اور آپسی معاہدوں کو دونوں ملکوں کے لئے خوش آئند قرار دیا گیا اور راشٹری بھون میں عزت مآب صدر جمہوریہ ہند شری رام ناتھ کووند جی کی دعوت پر امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی شہزادہ محمد بن سلمان آل سعود حفظہ اللہ سے ملاقات اور ان کی تکریم میں دیئے گئے عشائیہ میں ان کی شرکت اور شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کی خدمت میں امیر محترم کے ذریعہ جریدہ ترجمان کا خصوصی شمارہ جو اس مناسبت سے شائع کیا گیا تھا اور جو عرب و ہند کے قدیم تعلقات اور وطن عزیز سے مملکت سعودی عرب کے

شہزادہ محمد بن سلمان حفظہ اللہ کے حالیہ دورہ ہند کا خیر مقدم کرتا ہے اور یہ امید کرتا ہے کہ اس سے دونوں ملکوں کے مابین دیرینہ دوستانہ تعلقات مزید خوشگوار ہوں گے اور دونوں ملکوں کے اشتراک سے اقتصادی روابط اور امن و شanti کو فروغ دینے اور دہشت گردی جو وقت کا سب سے بڑا ناسور ہے اس کے خاتمہ میں دونوں دوست ملک سرگرم رول ادا کریں گے۔

☆ قومی یکجہتی، بھائی چارہ، انسانی ہمدردی اس ملک کی شناخت ہے۔ قومی یکجہتی نے ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم رول ادا کیا ہے۔ افسوس ہے کہ کچھ لوگ ایک خاص فرقہ کے خلاف نفرت آمیز بیان سے ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی شناخت و قومی یکجہتی کو متاثر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے میں ہم تمام باشندگان وطن اور خاص طور سے میڈیا کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی صحافتی ذمہ داری کو ادا کرے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس میڈیا سے ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی اپیل کرتا ہے جو لوگ خود غرضی اور مفاد پرستی کی بنیاد پر ملک میں نفرت کے بیج بورہے ہیں نیز آج کا اجلاس حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بھوجی تشدد کی روک تھام کے لیے عدالت عظمیٰ کی رہنمائی اور ہدایت پر پوری طرح عمل کیا جائے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا یہ اجلاس اسرائیلی حکومت کی فلسطینیوں کے خلاف جارحانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہوئے عالمی برادری سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسرائیلی مظالم سے نجات دلانے کے لئے صیہونی حکومت کے خلاف سخت کارروائی کرے اس کی زیادتیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے اور مشرق وسطیٰ میں اس کی غیر انسانی کارروائیاں بے چینی اور بد امنی کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ اس کے مظالم کو روکنے کے لئے عرب ممالک اور دیگر انصاف پسند ملکوں کو ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے۔ تاکہ مشرق وسطیٰ میں امن و سکون قائم ہو اور ترقی کا راستہ ہموار ہو۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بھلہ ہاؤس انکاؤنٹر سمیت ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والے انکاؤنٹروں کی تحقیقات کے اپنے مطالبہ کا اعادہ کرتا ہے اور ان اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے جو اپنی سرخروئی یا ملک و قوم دشمن عناصر کے اشارے پر اس طرح کی گھناؤنی سازش کا ارتکاب کرتے ہیں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سپر کمیٹی اور رنگا ناتھ مشرا کمیشن کی سفارشات کے جلد از جلد نفاذ کا مطالبہ کرتا ہے۔ عاملہ کا ماننا ہے کہ سیاسی، سماجی اور تعلیمی اعتبار سے جو قلتیں پیچھے رہ گئی ہیں مذکورہ سفارشات کے نفاذ سے ان کی پسماندگی کو دور اور تعلیمی، معاشی اور سماجی ترقی سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے اس لیے اس میں حکومت کی مزید تاخیر قوم و ملت کے مفاد میں نہیں ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

بالخصوص وزیراعظم حسین ڈاڈرا کی انسانیت نوازی، فرض شناسی اور باہمی اخوت و بھائی چارگی کی تہ دل سے ستائش کرتا ہے اور نام نہاد انسانی حقوق کے علمبرداروں کے لیے ایک نمونہ قرار دیتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کی سخت مذمت کرتا ہے۔ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا ہے۔ داعش کی سرگرمیوں سے اسلام اور مسلمانوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسلمان داعش کے خلاف ہیں۔ داعش کو اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے اس لئے اس کی کسی بھی دہشت گردانہ اور غیر سماجی کارروائی کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف منسوب کرنا سراسر نا انصافی اور حقیقت کے خلاف ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ان نوجوانوں کو بھرپور مالی معاوضہ کا مطالبہ کرتا ہے جن کو ہماری مؤقر عدالتوں نے باعزت بری کر دیا ہے علاوہ ازیں ان افسران کے خلاف قانونی کارروائی کا بھی مطالبہ کرتا ہے جو جھوٹے الزامات لگا کر نوجوانوں کو گرفتار کر کے ان کے مستقبل سے کھلاڑ کرتے ہیں۔ بیشتر مسلم نوجوانوں کا عدالتوں سے باعزت بری ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کا ملک مخالف سرگرمیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے ملک و قوم کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ امن و قانون کا تحفظ شہری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ کسی ناخوشگوار واقعہ کی آڑ میں کسی خاص طبقہ کو مورد الزام ٹھہرانا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے۔ تحقیقاتی ایجنسیوں کو کسی بھی غیر سماجی اور ناخوشگوار واقعہ کی انکوائری کا دائرہ مزید وسیع کرنا چاہیے تاکہ اصل مجرم گرفت میں آسکیں اور امن و قانون کا بول بالا ہو۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی تنظیموں کے سربراہوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مسلک کا احترام کرتے ہوئے کسی کے خلاف بیان بازی سے گریز کریں۔ یہ کسی بھی طرح سے قوم و ملت کے مفاد میں نہیں ہے۔ ایک دوسرے کو خود ہی مورد الزام ٹھہرانا جگ ہنسائی کا باعث اور ملی اتحاد کو متاثر کرتا ہے علماء اور سیاسی لیڈران کو اس سلسلے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔

☆ لوک سبھا انتخابات کی تاریخوں کا اعلان ہو چکا ہے مہنگائی، بدعنوانی، بے روزگاری، غریبی اور ناخواندگی اس ملک کے باشندوں کے اہم ترین اور مشترکہ مسائل ہیں۔ صحت، تعلیم اور روزگار کے یکساں مواقع اس ملک کے باشندوں کے آئینی حقوق ہیں جن کے حصول کے لئے ووٹ ہمارے لئے موثر ذریعہ ہے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مذکورہ مسائل کو بنیاد بنا کر عوام الناس سے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس سعودی ولی عہد

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۰)

”وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوْ الْحَوْفِ إِذْ دَعَوْا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَالْيَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ، وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَا تَبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا“۔ (النساء: ۸۳) ترجمہ: ”جہاں انہیں کوئی خبر امن کی یا خوف کی ملی، انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اگر یہ لوگ اسے رسول (ﷺ) کے اور اپنے میں سے ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والوں کے حوالے کر دیتے، تو اس کی حقیقت وہ لوگ معلوم کر لیتے جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو معدودے چند کے علاوہ تم سب شیطان کے پیروکار بن جاتے۔“ جو شخص بھی ان پر منحصر رہے گا وہ فتنے سے محفوظ اور اس کا انجام قابل تعریف ہوگا۔

**اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہتر رشتہ:** فتنوں سے بچنے کا اہم ضابطہ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا رشتہ استوار کرنا اور اس سے دعا کرتے رہنا بھی ہے۔ کیونکہ عبادتِ خدا کی ہر بھلائی کی کنجی ہے۔ خاص طور پر بندہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا رہے کہ وہ مسلمانوں کو ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے اور فتنوں کی گمراہیوں سے اللہ کی پناہ مانگتا رہے۔ جو اللہ سے اس کی پناہ طلب کرے گا وہ اس کو ضرور اپنی پناہ میں رکھے گا۔ اور جو اس سے مانگے گا وہ اسے ضرور دے گا۔ کیونکہ وہ کسی ایسے بندے کو ناکام و نامراد نہیں کرتا جو اس سے مانگے اور اسے ہی پکارے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ السَّالِعِ إِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ“ (البقرہ: ۱۸۶) ترجمہ: ”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میرے بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے اچھے اچھے ناموں اور بلند صفات کے وسیلے سے سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ظاہری و باطنی فتنوں و آزمائشوں سے محفوظ رکھے، مسلمانوں کے امن و ایمان کی حفاظت فرمائے، ہر قسم کے شر و فساد سے انہیں بچائے رکھے، ان کا انجام بہتر اور خاتمہ بخیر ہو۔ بے شک وہ دعاؤں کو سننے والا ہے، اسی سے امید وابستہ ہے، وہ ہمارے لئے کافی و وافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔

☆☆☆☆☆

کے اقلیتی کردار کی بحالی سے متعلق حکومت کے موقف پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے اقلیت مخالف قرار دیتا ہے نیز حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کو باقی رکھنے میں تعاون کرے اور کسی قسم کی اڑچن نہ ڈالے۔ علاوہ ازیں جامعہ ملیہ اسلامیہ کے اقلیتی کردار سے متعلق بھی کسی طرح کی کوئی ترمیم اور تبدیلی نہ کی جائے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس خواتین کے استحصال اور ان کو زد و کوب کرنے کی مختلف صورتوں، جہیز، وراثت سے محرومی، قتل جینن اور دیگر سماجی برائیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام و خواص سے اپیل کرتا ہے کہ وہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائیں تاکہ دنیا کا فطری توازن باقی رہے۔ علاوہ ازیں شراب و دیگر منشیات پر حکومت پابندی عائد کرے۔ اسی طرح ماحولیات کی بگڑتی صورت حال پوری انسانیت کے لیے خطرہ بنی ہوئی ہے۔ عاملہ کا یہ اجلاس پوری دنیا کی حکومتوں اور سربراہوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ماحولیات کے تحفظ کے لیے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں تاکہ دنیا کا ماحولیاتی اعتدال باقی رہے اور پوری انسانیت آلودگی جیسے سنگین مسائل سے نجات پاسکے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس علامہ ابوبکر جابر الجزائری، جامع مسجد بھوپال کے امام و خطیب مولانا ولی محمد رحمانی بستوی، صوبائی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر ڈاکٹر عبدالدیان انصاری، مدرسہ احمدیہ سلفیہ آ رہ کے ناظم اعلیٰ جناب ضیاء الحسن، کانپور کے معروف دینی و سماجی شخصیت جناب عزیز احمد نیتا، جامعہ اسلامیہ اصلاح المومنین مالہ کے شیخ الحدیث اور مولانا سجاد حسین کے سمدھی مولانا مشتاق احمد قاسمی، رکن عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند الحاج قمر الدین کے جو اس سال صاحبزادے محمد خالد، برندا بن مغربی چمپارن کے حافظ انوار الحق، سابق ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی جناب ابوراؤد مہتاب، صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کے سابق نائب امیر مولانا حکیم محمد الیاس سلفی کی اہلیہ، معروف معالج ڈاکٹر حبیب الرحمن قاسمی، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز کی بڑی ہمشیرہ، معروف عالم دین استاذ الاساتذہ مولانا ڈاکٹر جلال الدین رحمانی، صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے امیر ڈاکٹر سعید احمد عمری کی ہمشیرہ، مولانا نور الہدیٰ مدنی کے والد جناب محمد الیاس، سرزمین مئو کے ایک مخلص و محب جماعت جناب عبدالرحمن بھائی برادر مولانا اقبال احمد حمیری، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست، سابق نائب امیر اور جمعیت العلماء کیرالا کے امیر مولانا محی الدین عمری، ضلعی جمعیت اہل حدیث سری کرناٹک کے سابق امیر اور معروف دینی و سماجی شخصیت جناب عبدالکریم سوداگر، مولانا اسرار الحق قاسمی سابق ایم پی وغیرہم کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

# مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

اخباری بیان کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے گذشتہ کل سری لنکا میں عیسائیوں کے تیوہار ایسٹر کے موقع پر مختلف شہروں کے کلیساؤں اور پانچ ستارہ ہوٹلوں میں ہوئے سلسلہ وار دہشت گردانہ حملے جن میں تین ہندوستانی شہری سمیت تقریباً دو سو پندرہ افراد ہلاک اور پانچ سو سے زائد افراد زخمی ہو گئے، کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور انہیں انسانیت کے خلاف بزدلانہ، وحشیانہ، گھناؤنی اور انتہائی افسوسناک کارروائی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کہیں بھی ہو اور کسی بھی بنیاد پر انجام دی جائے وہ بہر حال قابل مذمت اور افسوسناک ہے۔ اس کی کوئی بھی مذہب اور سماج اجازت نہیں دے سکتا، لہذا ان انسانیت دشمن بد بختانہ کارروائیوں کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ نیز دہشت گردی کو کسی مذہب یا عقیدہ سے جوڑنا بھی قرین عدل و انصاف نہیں ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ یوں تو دہشت گردانہ کارروائیاں بہر حال مذموم و مردود ہیں لیکن ان کی شاعت و قباحت اور خطرناکی اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب اسے تیوہاروں کے مواقع پر اور عبادت گاہوں میں انجام دیا جائے۔

امیر محترم نے اپنے اخباری بیان میں عالمی برادری سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ان انسانیت سوز اور بزدلانہ و بد بختانہ حرکتوں کے سد باب کے لئے مؤثر پالیسی مرتب کرے اور ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر ایماندارانہ سوچ کے تحت مذہب، رنگ و نسل کے بھید بھاؤ کے بغیر دہشت گردی کے عفریت کا سرکچنے کا انتظام کرے تاکہ انسانیت روزمرہ کی اس روح فرسا مصیبت سے نجات پاسکے اور عالمی سطح پر پرامن شہریوں کی جان و مال محفوظ رہ سکیں۔ امیر محترم نے اپنی پریس ریلیز میں معصوم جانوں کے اتلاف پر شدید رنج و غم کا اظہار کیا اور مہلوکین کے پسماندگان کے ساتھ اظہار تعزیت اور متاثرین سے اظہار ہمدردی کیا ہے۔

☆☆☆

(۱)

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی کے بڑے بھائی کا انتقال پر ملال

دہلی: ۱۸/۱۱/۲۰۱۹ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب کے بڑے بھائی جناب عبدالرحیم صاحب استاد مدرسہ مطلع العلوم دارالحدیث خندق بازار میرٹھ کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم بڑے بااخلاق، بڑے ملنسار، پابند شرع، متواضع اور متعدد خصوصیات کے حامل تھے۔ بڑے بھائی کی موت پر مولانا محمد ہارون سنابلی کو دلی صدمہ پہنچا ہے۔

پریس ریلیز کے مطابق عبدالرحیم صاحب کا کل صبح ساڑھے آٹھ بجے طویل علالت کے بعد عمر تقریباً ۴۵ سال آبائی وطن میرٹھ میں انتقال ہو گیا۔ اور بعد نماز عصر ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں بیوہ ایک صاحبزادے اور صاحبزادیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے حسنات کو قبول کرے جنت الفردوس کا مکین بنائے اور پسماندگان خصوصاً مولانا ہارون سنابلی صاحب اور اہل مدرسہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

واضح رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران و کارکنان نے بھی عبدالرحیم صاحب کے انتقال پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان سے قلبی تعزیت کی ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

(۲)

سری لنکا کے کلیساؤں اور پانچ ستارہ ہوٹلوں میں ہوئے سلسلہ وار دہشت گردانہ حملے افسوسناک و قابل مذمت

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

دہلی، ۲۲/۱۱/۲۰۱۹ء مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک

## شہری جمعیت اہل حدیث کو لکاتا و مضافات کے

**اسٹیج سے علمائے کرام کا خطاب:** مقامی جمعیت اہل حدیث کو لوہولہ کے تعاون سے شہری جمعیت اہل حدیث کو لکاتا و مضافات کے ریگرائی ایک روزہ دینی، دعوتی اور اصلاحی پروگرام نہایت تزک و احتشام کے ساتھ لال مسجد اہل حدیث میں شہری جمعیت کے امیر مولانا ذکی احمد مدنی کی زیر صدارت منعقد ہوا، جو دو نشستوں پر مشتمل تھا، پہلی نشست بعد نماز مغرب جامعہ الہدی الاسلامیہ کے طالب علم عبداللہ ابراہیم کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی، طالب مرتضیٰ اسلام نے نعت نبی پیش کی پھر علماء کرام کا خطاب شروع ہوا جس میں سب سے پہلے مولانا اعزاز الرحمن مدنی نے ”اتباع سنت کی اہمیت و فضیلت اور ضرورت و افادیت“ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اتباع سنت ہی جنت میں جانے کا ذریعہ ہے، اسی کے مطابق عمل کرنے سے اعمال قبول ہوتے ہیں جو شخص سنت کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ سنت و حدیث کے مقابلے میں کسی کی رائے اور قول کی کوئی اہمیت نہیں ہے لہذا سنت کو لازم پکڑنے اور اسی کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ناظم شہری مولانا معروف سلفی نے ”ماہ شعبان کی عظمت و اعمال“ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت عالمانہ اور ولولہ انگیز خطاب کیا۔

کیونٹی ہال میں منعقد اس شاندار جلسہ کی صدارت محترمہ صادقہ بیگم جعفر نگر نے کی۔ مسلم بیگم پرویز صاحبہ جعفر نگر بطور مہمان خصوصی موجود تھیں۔ مقرر خصوصی محترمہ الماس محمدی صاحبہ نے اپنی تقریر میں دور حاضر میں خواتین کے مسائل پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح محترمہ صالحہ محمدی صاحبہ نے دور حاضر کے دیگر مسائل پر روشنی ڈالی۔ صائمہ ذکی صاحبہ معلمہ زکیۃ البنات سلفیہ بادنا گپور نے ایمان اور استقامت کے عنوان پر تقریر کی مرکز البنات سلفیہ بادنا کی طالبہ محترمہ زویانہ نے جلسہ کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔ جلسہ کی کامیابی میں جمعیت کے صدر جناب وکیل پرویز صاحب اور افسر صاحب کی رہنمائی اہم رہی اسی طرح ناظم اعلیٰ عظمت اللہ، خازن ڈاکٹر سمیع اللہ، مولانا توصیف صاحب، محمد وحید اللہ، مجیب بھائی، نعیم بھائی، سراج بھائی، مظہر بھائی (آٹو والے) ان سب نے بیحد محنت اور دلچسپی سے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ ہم جمعیت کے دیگر افراد اور ان تمام افراد کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ (عظمت اللہ، ناظم شہری و ضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور)

**ضرورت اساتذہ:** جامعہ سلفیہ میوات شکرادہ کے شعبہ عربی کے لئے دو باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت ہے جو کسی مستند ادارے سے فارغ ہوں امیدوار حضرات اپنے کاغذات درج ذیل پتے پر ارسال فرمائیں۔ نوٹ: تجربہ کار اساتذہ کو ترجیح دی جائے گی۔ (جامعہ سلفیہ میوات شکرادہ ضلع نوح میوات ہریانہ

۱۲۳۵۰۸ موبائل نمبر: 9813658804, 9813366752)

**اعلان داخلہ:** جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، پریاگ راج (الہ آباد)، یوپی شمالی ہند کا ایک اہم ترین دینی تعلیمی اقامتی ادارہ ہے، جو ڈاکٹر عبدالرحمان بن عبدالجبار فریوئی حفظہ اللہ، سابق پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض جیسی معروف علمی شخصیت کی سرپرستی میں علم و عرفان کے موتی بکھیر رہا ہے۔ قرآن کریم کے حفظ و تجوید کے ساتھ ساتھ پرائمری سے تہذیب تک دینی و عصری تعلیم کا یہاں معقول نظم ہے۔ طلبہ کو کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، نیز طالبات کے لئے امور خانہ داری، سلائی و کڑھائی کی تعلیم کا بھی نظم ہے۔ تقریباً چھ سو (600) طلبہ و طالبات اس کے چشمہ صافی سے سیراب ہو رہے ہیں۔ طلبہ و طالبات کو قیام و طعام کی بہترین سہولت فراہم کی جاتی ہے، اونچی جماعتوں کے طلبہ کو ایسے کمرے الاٹ کئے جاتے ہیں جن کے ساتھ لیٹرین باتھ روم لٹچ ہیں۔ طلبہ و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے پینتیس (35) تجربہ کار کابینہ مشق اساتذہ و معلمات کی خدمات حاصل ہیں۔ جامعہ میں عربی فارسی بورڈ اتر پردیش کے امتحانات (مولوی، عالم، کامل اور فاضل) کا انتظام اور بھرپور اہتمام ہے، طلبہ کو لازمی طور پر یہ امتحانات دلائے جاتے ہیں۔ ان میں سے عالم کی ڈگری سے طلبہ ملک کی کسی بھی یونیورسٹی میں گریجویشن کورس میں جبکہ فاضل کی ڈگری سے جامعہ ہمدرد اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں بی یو ایم ایس کورس میں ایڈمیشن لینے کے مجاز ہو جاتے ہیں۔ نیز جامعہ کی سند جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور ملک کی مایہ ناز یونیورسٹی جامعہ ہمدرد دہلی میں منظور شدہ ہے، جامعہ کے متعدد فضلاء و فاضلہ یافتگان مدینہ یونیورسٹی نیز ملک کی بڑی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں، جبکہ ان کی ایک بڑی



دوسری نشست کا آغاز عشا کی نماز کے بعد ہوا جس میں مولانا محمد عالمگیر تائبشیمی نے ”جنتی عورت کے اوصاف“ پر خطاب کیا جس میں انہوں نے جنتی عورت کی پہچان بتاتے ہوئے کہا کہ صحیح عقیدہ رکھنا نیک عمل کرنا اور شوہر کی خدمت کرنی ضروری ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی بچیوں اور عورتوں کو کائنات کی افضل ترین عورتوں خدیجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران جیسے بنائیں۔ پروگرام کے اخیر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی کا شعلہ بیان خطاب ہوا جس میں انہوں نے قرآن کی عظمت، قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اور ترک قرآن کے نقصانات کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ یہ قرآن کی برکت ہے کہ یہ جس مہینے میں نازل ہوا وہ سب سے افضل مہینہ ہو گیا جس کے ذریعہ اترا وہ فرشتوں کا سردار بن گیا اور جس پر اترا وہ ساری کائنات کا امام بن گیا۔ اس عظیم کتاب سے روگردانی انسانیت کی ہلاکت کا باعث ہے اگر عزت و وقار کی بحالی چاہیے تو تعلیمات قرآنی پر عمل کرنا ضروری ہے اور عمل اسی وقت ہوگا جب ہم اس کو سمجھ کر پڑھیں گے لہذا سمجھ کر اس کی تلاوت کیجئے اور اس کے پیغام کو دنیا والوں تک پہنچائیں یہ پروگرام مولانا اعزاز الرحمن مدنی کے شکریہ کے ساتھ اختتام پذیر ہوا اس میں مقامی جمعیت کے نمائندگان کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ماشاء اللہ پروگرام کامیاب رہا۔ (مولانا عالمگیر تائبشیمی، استاذ جامعہ الہدی الاسلامیہ، کو لکاتا)

## شہری و ضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کے زیر

**اہتمام اجتماع برائے خواتین کا انعقاد:** ۲۱/اپریل ۲۰۱۹ء بروز اتوار شہری و ضلعی جمعیت اہل حدیث ناگپور کی جانب سے خواتین کے لیے ایک روزہ اجتماع کا اہتمام کیا گیا جس میں خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جعفر نگر احباب

## شرائط حصول تصدیق نامہ

### مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹوکاپی دواستادہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر و ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات و کاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد و مدارس و جامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد تو صیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے درخواست بنام ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔  
(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر یا ناظم کا، ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ و اساتذہ مذکور ہو۔  
(ج) جمعیت کے شعبہ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔  
(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ 'جریدہ ترجمان' (اردو)، ماہنامہ 'اصلاح سماج' (ہندی)، نیز ماہنامہ 'دی سیمپل ٹروٹھ' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی و ضلعی جمعیت و معروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف و اضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

**نوٹ:** جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کر لیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج و دی سیمپل ٹروٹھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹوکاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

**دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند**

تعداد ملک کے اطراف و اکناف میں دعوت و تبلیغ، درس و تدریس اور امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہی ہے، بعض فضلاء جامعہ ہی میں درس و تدریس کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ کا نیا تعلیمی سال 15 / جون 2019ء مطابق: 11 / شوال المکرم 1440ھ سے شروع ہو رہا ہے۔ 16 / جون مطابق 12 / شوال المکرم سے جدید داخلے شروع ہو جائیں گے۔ اچھی تعلیم و تربیت اور روشن مستقبل کے خواہشمند طلبہ مقررہ وقت پر پہنچ کر جامعہ میں داخلہ لینے کی کوشش کریں۔ اچھی تعلیم بھی ملے گی اور بھاری بھر کم فیسوں کا بوجھ بھی نہیں ہوگا۔ داخلہ حسب گنجائش ہی لیا جائے گا۔ تاخیر کی صورت میں ادارہ معذرت خواہ ہوگا۔

جامعہ الہ آباد لکھنؤ شاہراہ پشہر الہ آباد سے چالیس کلومیٹر کی دوری پر قصبہ لال گوپال گنج میں لب سڑک واقع ہے۔

(خیر اندیش: ریاض احمد محمد سعید سلفی، شیخ الجامعہ، رابطہ: 9532877173)

### احباب جماعت کی خدمت میں درد مندانہ اپیل:

جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی اپنی نشاۃ ثانیہ کے بعد سے اپنے محدود وسائل کے باوجود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن احیاء کتاب و سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ اب تک صرف دہلی کے محسنین کی توجہ سے اس کے تعلیم و تدریس، خورد و نوش و رہائش کے مسائل حل ہو رہے تھے۔ اب حال یہ ہے کہ طلبہ کی زیادتی کے سبب، ہم اپنی محدود رہائش گاہ میں طلبہ کو جگہ نہیں دے پارہے ہیں ذمہ داران نے جامعہ سے ملحق ایک جگہ کی بات کی ہے جس کے لیے کثیر رقم درکار ہے۔ اس لیے اب جماعت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اگر احباب جماعت توجہ فرمائیں تو جماعت کا یہ پرانا خادم اپنے مشن کو جاری رکھنے میں بھرپور کوشش کرتا رہے گا۔

رمضان المبارک کے اس موقع پر احباب جماعت کی خدمت میں بعض اساتذہ و منسوبان جامعہ تشریف لائیں گے امید کرتے ہیں کہ احباب جماعت ان کے ساتھ بھرپور تعاون فرما کر جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کو موجودہ پریشانیوں سے نکالنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و اولاد میں برکت دے اور اپنے دین کا کام لے۔ آمین (مقبول الہی، ناظم جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی و اساتذہ جامعہ ہذا)

**انتقال پر ملال:** بہت ہی رنج و غم اور آنسوؤں کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ فیروز انور بن ڈاکٹر محمد مطیع اللہ صاحب کھریانوال والے حال مقام "گیا" بہار کا ۲۰ مارچ ۲۰۱۹ء پیشا سعودی عرب میں انتقال ہو گیا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون ان کی عمر تقریباً ۵۸ سال تھی۔ انہوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے B.Sc اور پتھالو جی کورس پاس کیا تھا۔ فیروز صاحب ایک سنجیدہ، خوش مزاج، اخلاق مند اور ملنسار سلفی المسک، علم و علماء کے قدردان تھے۔ صوم و صلاۃ کے پابند تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں کو درگزر فرما کر ان کی حسنات کو قبول فرمائے، جنت الفردوس کا کمین بنائے، پسماندگان، لواحقین، دوست و احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (شریک غم: رحمت اللہ کھریانوال، اورنگ آباد، بہار)